

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُ نَزَلَ إِلَيْنَا الْكِتَابَ بِالْحَقِّ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حضرت مولانا محمد داؤد غزنوی

حضرت مولانا محمد راسخ بسملی



مِلک
الحق
کاداعی

لاہور
الحق
کاداعی

مکتبہ
الحق
کاداعی

شماره: 21

جلد: 45

جلد: 45

جمہوریت کی بساط لیٹی گئی تو ذمہ دار عمران خان ہوں گے۔

امیر محترم پروفیسر سینیئر صاحب مدظلہ

خاتمہ بالایمان

حُسنِ خاتمہ کے اعمال و علامات؟؟

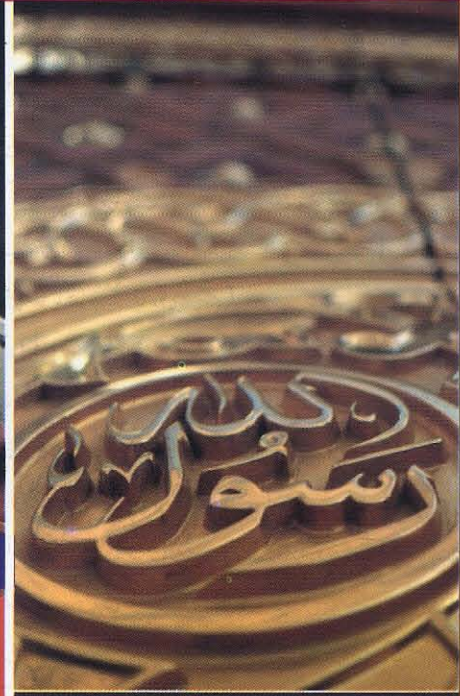
افلاس و تونگری میں پنہاں حکمتیں...؟؟



ترک کی تعریف.....؟؟

ولیمہ اور اس کے آداب.....؟؟

قبر پر پھولوں کی پیتیاں بکھیرنا.....؟؟



حُرمتِ رسول ﷺ پر جان بھی قربان ہے!

پیشوا محمد علی شاہ

پیشوا محمد علی شاہ

درس حدیث

پیشاب کے چھینٹے اور عذاب قبر

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان ((النبی ﷺ مر علی قبرین فقال انہما لیعذبان وما یعذبان فی کبیر، اما احدهما لا یستتر من بولہ واما الآخر فکان یمشی بالنمیمۃ)) (متفق علیہ)

”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو آپ نے فرمایا: ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور انہیں کسی بڑے جرم میں عذاب نہیں دیا جا رہا، پس ان میں سے ایک اپنے پیشاب سے بچتا نہیں تھا اور دوسرا چغلی کھاتا تھا۔“ (بخاری و مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو ہر چھوٹا بڑا کام سمجھا دیا حتیٰ کہ بیت الخلاء کے آداب و احکام بھی بیان فرمادیے۔ اکثر لوگ ان باتوں کا خیال نہیں رکھتے جہاں موقعہ پایا پیشاب کی حاجت سے فارغ ہو گئے، پیشاب کے چھینٹے جسم اور کپڑوں پر پڑتے رہے حالانکہ تعلیم نبویؐ ہے کہ پیشاب کے چھینٹوں سے ہر ممکن بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ جب آپ ﷺ قبرستان کے پاس سے گزرے تو آپ کو محسوس ہوا کہ ان دو قبروں والے افراد کو عذاب دیا جا رہا ہے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کا مجرہ تھا کہ آپ کو قبر کی حالت معلوم ہو جاتی تھی اسی بنا پر آپ نے فرمایا: جو قبر کی کیفیت میں دیکھتا ہوں اگر تم دیکھ لو تو تم اپنے مردے قبروں میں داخل نہ کرو۔ حضورؐ نے ان دونوں قبر والوں کے متعلق فرمایا: انہیں عذاب دیا جا رہا ہے اور یہ عذاب کسی بڑی غلطی کی بنا پر نہیں۔ پھر فرمایا: ان میں سے ایک اپنے پیشاب کے چھینٹوں سے بچتا نہیں تھا اور دوسرا چغلی خور تھا۔ رسول اکرم ﷺ پیشاب کرنے کے لئے نرم زمین کا انتخاب فرماتے تا کہ پیشاب زمین میں جذب ہوتا رہے اور چھینٹوں سے محفوظ رہا جاسکے۔ پیشاب کے قطرے (چھینٹوں) سے بچنا اور چغلی کھانا گویا قبر کے عذاب کو دعوت دینا ہے، ایسے اعمال جو اگرچہ چھوٹے ہوں لیکن ضرر کے اعتبار سے بڑے ہوں ان پر سخت سزا ملتی ہے۔ چغلی خوری بہت بڑا گناہ ہے جس کی وجہ سے قبر میں عذاب ہوتا ہے۔ اپنے کپڑے اور جسم کو حتیٰ المقدور پیشاب کے چھینٹوں سے بچایا جائے، اگر احتیاط کے باوجود کچھ چھینٹے بدن یا کپڑوں پر لگ جائیں تو انہیں فوری طور پر دھولیا جائے۔ یہ بھی ہم پر ہمارے نبیؐ کی برکت سے اللہ کا احسان ہے کہ ہم پانی سے کپڑے اور بدن پاک کر لیتے ہیں جبکہ پہلی امتوں کو اپنے جسم اور کپڑے کا متاثرہ حصہ قہقہوں سے کاٹنا پڑتا تھا۔ ہاں اگر کچھ شیر خوار بچے تو اس کے لئے الگ حکم ہے، جب تک بچہ دودھ کے علاوہ کوئی چیز نہیں کھاتا پیتا تو اگر لڑکا کپڑوں پر پیشاب کر دے تو اس پر پاک پانی کے چھینٹے مار دیئے جائیں وہ پاک ہو جائے گا لیکن اگر لڑکی نے پیشاب کر دیا تو چھینٹے مارنے کے بجائے دھونا پڑے گا۔ اپنے بدن اور کپڑے کو جس پر پیشاب لگا ہے اسے دھویا جائے۔

درس قرآن

نصرت الہی کیسے ممکن ہے؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ﴾ (محمد: ۷)

”اے ایمان والو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم بھی رکھے گا۔“

قانون الہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس قوم اور ملت کو عزت و افتخار سے نوازتے ہیں جو قوم ثابت کر دکھائے کہ وہ اسی افتخار اور وقار کے لائق ہے۔ اس کے خاص عوامل اور اسباب ہیں جن کا اختیار کرنا ایک قوم اور ملت کے لیے ضروری ہے۔ ان میں سے سب سے اہم اس عہد الہی سے وفا ہے جو ایک مسلمان مکملہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کر کے کرتا ہے۔ یعنی تو حید الہی اور محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت سے محبت اور اس کا عمل اظہار۔ اللہ کی مدد و نصرت کا حصول صرف اسی صورت ممکن ہے کہ افراد امت تو حید الہی کو اپنائیں، تعلیمات محمدی ﷺ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائیں اور شرک و معاصی سے کنارہ کشی اختیار کریں۔ اگر ایسا کرنے میں آج کا مسلمان کامیاب ہو جاتا ہے تو پھر تمام قرآنی وعدوں کے مظاہر بھی انسان خود دیکھ لے گا۔ یہ اللہ کا وعدہ کہ تم اللہ کے ہو جاؤ اللہ تمہارا حامی و مددگار بن جائے گا۔ تب نہ تو دشمن کے ہتھکنڈے کسی کام کے رہیں گے اور نہ ہی ان کی شان و شوکت مسلمانوں پر غلبہ پاسکے گی اور اللہ کی معیت و نصرت مسلمانوں کو ہر دم حاصل رہے گی۔

﴿وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (الروم: ۴۷)

”ہم پر مومنوں کی مدد کرنا لازم ہے“

جو اللہ سے عہد وفا نبھائے گا اللہ بھی اسے عزت و تکریم سے نوازیں گے اور شان و شوکت والی زندگی عطا فرمائیں گے۔ جو اللہ سے کیے وعدے سے روگردانی کرے گا تو پھر دنیا میں بھی ذلت و رسوائی اس کا مقدر ہوگی اور آخرت میں بھی ناکامی اور خسران کا سامنا کرنا پڑیگا۔ جب مسلمان قوم اور حکومتوں کے لیے دین الہی کا پرچار و نفاذ سب سے اہم اور بنیادی مسئلہ اور مقصد حیات بن جائے گا اور اسی کو وہ اپنے لئے دستور العمل سمجھیں گے اور تمام معاملات زندگی میں اسی سے رہنمائی لینے لگیں گے تب نصرت الہی بھی شامل حال ہوگی اور شان و شوکت اور عظمت و بلندی انہیں کا مقدر ٹھہرے گی اور آخرت میں بھی کامیابی انہیں کا دامن تھامے گی۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے۔

﴿وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ﴾ (الحج: ۴۰)

”جو اللہ کی مدد کرے گا اللہ بھی ضرور اس کی مدد کرے گا۔ بے شک اللہ بڑی قوتوں اور غلبے والا ہے“

﴿إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ﴾ (غافر: ۵۱)

”یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی مدد زندگی دنیا میں بھی کریں گے اور اس دن بھی جب گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے۔“

مسلمانوں کا تو حید الہی کو تمام لوازمات کے ساتھ اپنانا اور شریعت محمدیہ ﷺ کا اپنے تمام معاملات زندگی میں صحابہ کرام کی طرز پر نفاذ ہی اس چیز کا ضامن ہے کہ مسلمانوں پر سے خوف کے بادل چھٹ جائیں اور عزت و وقار والی پر امن زندگی گزاریں۔

مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس کی قراردادیں اور امیر محترم پروفیسر ساجد میر کا خطاب

11 مئی 2014ء کو مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کا بھرپور اور کامیاب اجلاس مرکزی سیکرٹریٹ میں منعقد ہوا۔ پورے ملک سے ارکان شوریٰ تشریف لائے۔ امیر محترم سینیٹر پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ کا خطاب اور مختصر قراردادیں اہمیت کے پیش نظر ادارتی کالموں میں شائع کر رہے ہیں۔ اجلاس کی مفصل روداد بھی شائع کی جائے گی۔ (ادارہ)

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی مجلس کا شوریٰ کا اجلاس مرکز اہل حدیث 106 راوی روڈ لاہور میں مرکزی امیر سینیٹر پروفیسر ساجد میر کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں مرکزی ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم سمیت ملک بھر سے 600 ارکان شوریٰ نے شرکت کی۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ منفی سیاست سے جمہوریت کی بساط لپٹی گئی تو ذمہ دار عمران خاں ہوں گے۔ نواز شریف حکومت کے اتحادی ضرور ہیں مگر غیر اسلامی اقدامات خصوصاً سودی نظام کی حمایت نہیں کر سکتے۔ نفاذ اسلام کی جدوجہد جاری رکھیں گے۔ مسئلہ کشمیر اور پانی کے تنازعات کے حل کے بغیر بھارت کے ساتھ دوستی کی پیٹنگیں نہ بڑھائی جائیں۔ ملک میں جمہوری استحکام اور اسکے تسلسل پر یقین رکھتے ہیں اور منفی سیاست کی پرزور مذمت کرتے ہیں۔ میڈیا کی آزادی پر یقین رکھتے ہیں۔ تاہم ملکی سلامتی کے اداروں کے وقار کی حفاظت کے بھی خواہاں ہیں۔ اداروں کے مابین الزام تراشیاں بند ہونی چاہیں۔ فوج کے غیر سیاسی کردار کے حامی ہیں، فوج کی دفاعی اور عسکری خدمات کا اعتراف کرتے ہیں۔ لیکن کسی بھی ایسی سرگرمی کی حمایت نہیں کر سکتے کہ جس سے کسی مہم جو کو غیر آئینی راستہ ملنے کا جواز پیدا ہوتا ہو۔

اجلاس میں پاکستان اور امت مسلمہ کے مسائل کے حوالے سے مختلف قراردادیں بھی منظوری گئیں۔ سعودی عرب کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کرتے ہوئے قرار دیا گیا کہ آج کا یہ اجلاس حرمین شریفین کے تحفظ کے لیے ہر قسم کی قربانی دینے کے عزم کا اظہار کرتا ہے۔ سعودی عرب عالم اسلام کی وحدت کا مرکز ہے۔ سعودی عرب کے خلاف منفی پراپیگنڈہ کرنے والے احسان فراموش ہیں۔ یہ عناصر اسلام سے مخلص ہیں اور نہ پاکستان سے، ہم انکا بھرپور مقابلہ کریں گے۔ اجلاس سمجھتا ہے کہ ماضی میں امریکی ڈالروں کے ذریعے ملک کی سلامتی کا سودا کرنے والے عناصر ہی آج سعودی عرب کے خلاف پراپیگنڈہ کر رہے ہیں۔ برادر اسلامی ملک سعودی عرب نے ہمیشہ پاکستان کی مدد کی ہے، آج اگر انہوں نے پاکستان کو ڈیڑھ ارب ڈالر امداد دی ہے تو یہ نئی بات نہیں۔ ہم انکے جذبہ خیر سگالی کو سراہتے ہیں۔ مساجد اور ویلفیئر کے ادارے بنانے پر سعودی عرب پر تنقید کرنے والوں کو یہاں عیسائی مشنری ادارے، مغرب نواز این جی اوز اور انکی اسلام اور پاکستان دشمن سرگرمیاں کیوں دکھائی نہیں دیتیں۔ لہذا آج کا یہ اجلاس سعودی عرب کے ساتھ یکجہتی کا بھرپور اظہار کرتا ہے۔

جبکہ جمہوریت کے استحکام اور ہر قسم کی فوجی مہم جوئی کی مذمت اور میڈیا کی آزادی پر یقین کا اظہار کرتے ہوئے قرار دیا گیا کہ یہ اجلاس سینئر صحافی حامد میر پر حملے کی شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہے اور حملہ آوروں کی گرفتاری کا مطالبہ کرتا ہے۔ یہ اجلاس بھارت کی جانب سے مقبوضہ ریاست جموں و کشمیر پر جبری قبضہ برقرار رکھنے کے ساتھ ساتھ پاکستان کو عدم استحکام کا شکار کرنے، بین الاقوامی سطح پر پاکستان کو تنہا کرنے، اسے اس کی ایٹمی اور دفاعی صلاحیت سے محروم کرنے کے حوالے سے سازشوں نیز ہندوستان کے اندر عسکری، سیاسی اور میڈیا کی سطح پر پاکستان دشمن ماحول تیار کرنے پر تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ اجلاس محسوس کرتا ہے کہ بھارت کی جانب سے پاکستان کو پانی سے محروم کرنے کے لیے چھوٹے بڑے ڈیموں کی تعمیر اور آب بالخصوص دریائے کشن گنگا کا رخ موڑنا، نیلم ڈیم کے منصوبے کو سبوتاژ کرنے کے مترادف اور سندھ طاس معاہدے کی بھی صریح خلاف ورزی ہے۔ بھارت پاکستان کو بدنام کرنے اور عدم استحکام کا شکار کرنے کے لیے کوئی بھی مذموم ہتھکنڈہ استعمال کر سکتا ہے، اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ بھارت کے ساتھ یکطرفہ دوستی کے عمل کو ختم کرتے ہوئے بھارت پر واضح کیا جائے کہ مسئلہ کشمیر پر پیش رفت اور پاکستان کو عدم استحکام کا

مدیر اعلیٰ
پروفیسر ساجد میر
ایم اے

مجلس
ادارت

☆ رانا محمد شفیق خاں بھٹو
☆ پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد
☆ پروفیسر مقبول احمد قاضی

اس شمارہ میں

- 1 درس قرآن و حدیث
- 2 ادارہ
- 4 احکام و مسائل
- 6 افلاس اور مالداری میں پنہاں حکمتیں
- 8 حبیب رسولؐ میں جان بھی قربان ہے
- 10 سیدنا ابو ہریرہؓ کے مگر میں
- 13 موزوں اور بڑا بڑا پرچ
- 16 حسن خاتون کی علامات
- 18 الحاج صوفی احمد دینؒ
- 21 مولانا شیخ عبدالرشید صدیقیؒ
- 22 تبرہ کتب
- 23 منزل کی تہا ہے تو کر جہد مسلسل
- 24 پیغام ٹی وی کی نشریات
- 25 اخبار المجملۃ

ادارہ سے جملہ خط کتابت ایڈیٹر کے نام
اور ترسیل زر منیجر کے نام کی جائے

پتہ
ہفت روزہ ”اسل حدیث“
چوک اسل حدیث (المعرفہ بتی چوک)

106، راوی روڈ لاہور۔ 54000

فون: 042-37725257 فیکس: 042-37725525
email: weeklyahlehadith@yahoo.com

بدل اشتراک

سالانہ 500/- روپے
ششماہی 300/- روپے
بذریعہ ڈپٹی 535/- روپے
بیرونی ممالک سے 5500/- روپے
نی پرچہ 15/- روپے

سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لئے ”اسل حدیث“ ان شاہ خالد ٹاؤن جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھپوا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔

شکار کرنے کی حکمت عملی ترک کیے بغیر دوطرفہ تعلقات میں پیش رفت نہیں ہو سکتی۔

شام کی صورتحال پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا گیا کہ مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس شام میں گزشتہ تین سال سے جاری قتل و غارت اور تباہی پر شدید تشویش اور ملک میں بنیادی انسانی حقوق کے حصول کے لیے جاری عوامی تحریک کی مکمل حمایت کا اعلان کرتا ہے۔ ۱۹۶۲ء سے مظلوم شامی عوام کی گردنوں پر مسلط ٹولہ بشار الاسد کی سربراہی میں ظلم کی نئی تاریخ رقم کر رہا ہے۔ پورا ملک کھنڈر بن چکا ہے اور پوری قوم تباہ حال ہے۔ اب تک ڈیڑھ لاکھ سے زائد شہید، کئی ملین زخمی اور ۳ ملین سے زائد مہاجر ہو چکے ہیں۔ امریکہ اور مغربی طاقتیں تو اپنی منافقانہ پالیسیوں کے ذریعے بے گناہ شہریوں کے قتل اور شام کی تباہی میں شریک تھے ہی، بد قسمتی سے بعض مسلم ممالک بھی سفاک بشار کے شانہ بشانہ ہیں۔ یہ اجلاس بشار انتظامیہ کے خلاف برسر پیکار تمام جماعتوں، تنظیموں اور گروہوں سے بھی دردمندانہ اپیل کرتا ہے کہ آپس کے اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ملک و قوم کو بچانے کے یک نوازیی ایجنڈے پر اکٹھے ہو جائیں اور دشمن کی سازشوں کا شکار نہ ہوں۔

مرکزی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس اسلامی جمہوریہ افغانستان سے امریکی اور دیگر غیر ملکی فوجوں کے جلد از جلد اور مکمل انخلا کا مطالبہ کرتا ہے۔ اجلاس سمجھتا ہے کہ افغانستان سے انخلاء کے بعد بھی وہاں امریکی یا اتحادی افواج کے اڈے باقی رہنے یا ترقیتی مشن کے طور پر افغانستان میں موجودگی کی صورت میں، خطے کا امن مسلسل سنگین خطرات سے دوچار رہے گا۔ پاکستان کا امن بھی افغانستان کے امن و استحکام ہی سے منسلک ہے اور وہاں غیر ملکی افواج کی موجودگی افغانستان میں کسی صورت امن نہیں لاسکتی۔ مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس گزشتہ ۶ سال سے جاری غزہ کے مسلسل محاصرے کی شدید مذمت کرتا ہے اور عالمی برادری سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ غزہ کے 16 لاکھ محصور انسانوں کو صیہونی ریاست کے جبر و تشدد سے آزادی دلانے اور اسرائیلی محاصرے کو ختم کرنے میں اپنا کردار ادا کرے۔

حکومتی اقتصادی پالیسیوں پر اعتماد کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ سینیٹر پروفیسر ساجد میر

لاہور:- مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے سربراہ سینیٹر پروفیسر ساجد میر کا اس حوالے سے کہنا ہے کہ مسلم لیگ ن کی حکومت کو اقتدار سنبھالتے ہی توانائی بحران، امن و امان کی دگرگوں صورت حال، کمزور معیشت، اندرونی اور بیرونی قرضوں کے بوجھ اور حکومتی امداد کے سہارے چلنے والے بڑے سرکاری اور نیم سرکاری اداروں سمیت بہت سے سنگین چیلنجز ورثے میں ملے۔ حکومت کی ایک سالہ کارکردگی کا جائزہ لیا جائے تو اس کے مطابق اندرون اور بیرون ملک حکومت کی اقتصادی پالیسیوں پر اعتماد کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ حکومت امن و امان کی صورت حال بہتر بنانے کے لیے سرگرم ہے۔ حکومت نے بد امنی پھیلانے والے اور ناراض مسلح گروہوں کے ساتھ ڈنڈے کی بجائے مذاکرات کا راستہ اپنایا جس سے نسبتاً شدت پسندی اور دہشت گردی کے واقعات میں کمی آئی ہے۔

توانائی کے بحران نے صنعتی، تجارتی اور زرعی کے ساتھ ساتھ زندگی کے تمام شعبوں کو متاثر کیا ہے۔ حکومت کو بھی ان حقائق کا بخوبی ادراک ہے اور وہ اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے کوشاں ہے۔ وزیراعظم میاں نواز شریف نے سندھ کے علاقے کشمور کے مقام پر 747 میگاواٹ پیداوار کے حامل گدوگیس پاور پلانٹ کا افتتاح کیا ہے، اس کے علاوہ متبادل ذرائع سے توانائی حاصل کرنے کے لیے بھی منصوبے بنائے جا رہے ہیں۔ پنجاب کے جنوبی صحرائی علاقے چولستان میں دس ہزار ایکڑ پر مشتمل ایک قائداعظم سولر پارک کے لیے بجلی کی ترسیل کے لیے لائنوں، پانی کی سپلائی اور سڑکوں کی تعمیر جاری ہے۔ حکومت پنجاب اس مقصد کے لیے 50 لاکھ ڈالر خرچ کر رہی ہے تاکہ علاقے میں دنیا کے سستی توانائی کے چند بڑے مراکز میں سے ایک مرکز کا قیام عمل میں لایا جاسکے۔ حکومت کی اقتصادی پالیسیوں پر نہ صرف اندرون ملک اعتماد کا اظہار کیا جا رہا ہے بلکہ غیر ملکی کمپنیاں بھی پاکستان میں بڑے پیمانے پر سرمایہ کاری کے لیے رخ کر رہی ہیں۔

نامزدگی

محترم سینیٹر پروفیسر ساجد میر امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان نے جناب مولانا بہادر علی سیف صاحب کو مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ کا رکن اور حافظ محمد سلمان اعظم آف ڈسکے کو مرکزی شوریٰ کا رکن نامزد کیا ہے۔

مجھے امید ہے کہ وہ اپنی خداداد صلاحیتوں کو کام میں لا کر اپنے فرائض منصبی بطریق احسن ادا کریں گے۔ والسلام

(حافظ ڈاکٹر) عبدالکریم

ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان

احکام محمدیہ

جناب مولانا ابو محمد حافظ عبدالستار الحماد مرکز الدراسات الاسلامیہ
سلطان کالونی میاں چنوں خانیوال پاکستان
فون: 065-2663317 موبائل: 0300-4178626
hammad3316@yahoo.com

ترکہ کیا ہے؟

سوال

ہمارے خیال کے مطابق قابل تقسیم ترکہ وہ ہوتا ہے جو باپ دادا سے وراثت کے طور پر حاصل ہو۔ انسان نے جو محنت سے کمایا ہو، اسے ترکہ میں شمار نہیں ہونا چاہیے، اس کے متعلق انسان خود مختار ہے جسے چاہے دے دے۔ اس سلسلہ میں ہمارا خیال کہاں تک درست ہے؟

جواب

شرعی اصطلاح میں ہر منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد کو ترکہ کہا جاتا ہے جو مرنے کے بعد انسان نے اپنے پیچھے چھوڑا ہو اور کسی دوسرے کا اس میں کوئی حق نہ ہو۔ وہ مال خواہ اسے وراثت میں ملا ہو یا اس نے محنت و ہنر سے کمایا ہو۔ ترکہ کے متعلق درج ذیل امور کو مد نظر رکھنا ہوگا:

☆ وہ چیز بھی مرنے والا کا ترکہ شمار ہوگی جو اس کی ملکیت میں مرنے کے بعد شامل ہوئی لیکن اس کا سبب ملک اس کی زندگی میں قائم ہو چکا تھا۔ جیسے ایک شخص نے حکومت کی کسی سکیم کے تحت پلاٹ لینے کیلئے درخواست دی جو بذریعہ قمرہ اندازی تقسیم ہونے تھے، مرنے کے بعد قمرہ اندازی ہوئی تو اس کے نام پلاٹ نکل آیا، وہ پلاٹ بھی اس کا ترکہ شمار ہوگا کیونکہ اس کا سبب یعنی درخواست اپنی زندگی میں دے چکا تھا۔

☆ شادی شدہ بچی کے فوت ہونے کے بعد اس کا جہیز، حق مہر اور شادی کے موقع پر ملنے والے تحائف وغیرہ اس کا ترکہ شمار ہوں گے، والدین کا اس کے تمام مال پر قبضہ کر لینا یا والدین کا جہیز کو دوسری بچی کی شادی کیلئے رکھ لینا شرعاً جائز نہیں۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اگر والدین نے بچی کو جہیز وغیرہ دیا ہو تو اس کے عوض بچی کو جائیداد سے محروم کرنا جائز نہیں۔ درج ذیل چیزوں کو ترکہ میں شمار نہیں کیا جائے گا:

☆ بیمہ زندگی شرعاً ناجائز ہے، مرنے کے بعد کمپنی کی طرف سے ملنے والی رقم ترکہ میں شمار نہیں ہوگی کیونکہ بیمہ جوئے کے حکم میں ہے، البتہ میت کی طرف سے ادا کردہ رقم اس کا ترکہ شمار ہوگی، جو وراثت باہم تقسیم کرنے کے مجاز ہوں گے۔

☆ ناجائز ذرائع سے حاصل شدہ مال بھی ترکہ میں شامل نہیں کیا جائے گا۔ مثلاً چوری، رشوت یا خیانت کے ذریعے حاصل کیا ہوا مال۔ اسی طرح سود کی رقم بھی ترکہ میں شمار نہیں کی جائے گی۔

☆ میت کی کوئی چیز کسی کے پاس گروی رکھی ہوئی تھی اور اس نے اس قدر مال نہیں چھوڑا کہ اسے ادا کر کے گروی شدہ چیز کو واپس کر لیا جاسکے تو ایسی چیز بھی ترکہ میں شمار نہیں کی جائے گی۔

☆ ایسا مال جو میت کو حاصل ہوا لیکن شریعت نے اس پر مال ہونے کا حکم نہیں لگایا جیسے ذخیرہ شراب وغیرہ اس قسم کے مال کو بھی ترکہ میں شمار نہیں کیا جائے گا۔ بہر حال ترکہ کیلئے وراثت میں ملنے یا محنت سے کمانے کی تفریق صحیح نہیں، مرنے کے بعد میت نے جو کچھ بھی چھوڑا ہے اسے ترکہ میں شمار کیا جائے گا۔ (واللہ اعلم)

قبر پر پھول کی پتیاں بکھیرنا

سوال

جب ہم قبرستان جاتے ہیں تو وہاں قبروں پر گلاب کے پھول کی پتیاں بکھری ہوتی ہیں، نیز ان کے آس پاس چاول اور مسور کی دال بھی ڈالی ہوتی ہے، ایسا کیوں کیا جاتا ہے، کیا اس سے میت کو کوئی فائدہ پہنچتا ہے؟؟

جواب

جب انسان دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے تو اس کے ہر قسم کے اعمال کا سلسلہ بھی منقطع ہو جاتا ہے، پھولوں کی پتیاں بکھیرنے کا مقصد اگر میت کو کوئی نفع پہنچاتا ہے تو ایسا کرنا ایک فضول حرکت ہے، اسی طرح قبر پر یا اس کے ارد گرد دال اور چاول ڈالنا بھی اسی قبیل سے ہے۔

ہمارے رجحان کے مطابق میت کے عزیز جب پھول کی پیتاں بکھیرتے ہیں تو اس سے مقصود محض اپنے جذبات کا اظہار ہے کہ ہمیں میت سے بہت محبت ہے، اگر واقعی ایسا ہے تو نہیں وہ کام کرنے چاہئیں جن سے میت کو فائدہ پہنچتا ہو، محض جذبات کا اظہار کافی نہیں۔ ویسے بھی رسول اللہ ﷺ نے اس طرح مال کو ضائع کرنے سے منع فرمایا ہے، جیسا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مال کو ضائع کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (بخاری، الادب: ۵۹۷۵)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی قبر پر خیمہ نصب دیکھا تو وہاں مامور غلام سے کہا کہ اسے اکھاڑ دو، میت کو اس کے اعمال کا سایہ ہوگا۔ (صحیح بخاری، الجنائز باب نمبر: ۸۱)

صحابہ کرامؓ اس بات سے آگاہ تھے کہ مرنے کے بعد اس طرح کے ظاہری اعمال کوئی فائدہ نہیں دیتے، انسان کو اپنا ذاتی کردار ہی فائدہ دے سکتا ہے۔ البتہ رسول اللہ ﷺ نے چند کاموں کی نشاندہی ضرور کی ہے جو مرنے کے بعد میت کیلئے سودمند ہو سکتے ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

☆ میت کیلئے دعا کرنا جبکہ اس میں شرائط قبولیت موجود ہوں۔ ☆ صالح اولاد جو بھی نیک اعمال سرانجام دے۔ ☆ صدقہ جاریہ اور اس کے اچھے اثرات۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو تین اعمال کے سوا اس کے تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں وہ تین اعمال یہ ہیں: ① صدقہ جاریہ، ② ایسا علم جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہوں، ③ نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی رہے۔ (مسند امام احمد ص ۳۷۲، ج ۲)

اس لئے اہل میت کو چاہیے کہ وہ قبرستان میں پھولوں کی پیتاں اور دال وغیرہ ڈالنے کے بجائے کسی غریب کو سہارا دیں، اس کی ضروریات کا بندوبست کریں اور میت کے نام سے صدقہ و خیرات کریں، فضول کاموں میں اپنا مال ضائع نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس عمل کی قدر و قیمت ہے جس پر رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مہر تصدیق ثبت ہو۔ (واللہ اعلم)

ولیمہ کیا ہے؟

سوال

ولیمہ کی تعریف کیا ہے اور اس کی مقدار کے متعلق شرعی ہدایات کیا ہیں؟ اس کے آداب و حقوق کے متعلق کتاب و سنت کی روشنی میں آگاہی درکار ہے؟؟

جواب

ولیمہ وہ کھانا ہے جسے شادی کے موقع پر مدعوین کیلئے پیش کیا جاتا ہے، وہ جانور کا گوشت ہو یا اس کے علاوہ حسب استطاعت کوئی اور چیز، اس کے فوائد میں خوشی اور اعلان نکاح کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکریہ ادا کرنے کیلئے شریعت نے اسے مشروع قرار دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا عمل بھی ہے اور آپ نے اس کے متعلق ترغیب بھی دلائی ہے۔ جیسا کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے آپ نے شادی کے موقع پر فرمایا تھا: ”ولیمہ کرو، خواہ ایک بکری کا ہی کرو۔“ (بخاری، النکاح: ۵۱۶۷)

رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے شادی کے موقع پر کھجور اور ستو کے ساتھ ولیمہ کیا تھا، اس وقت آپ دوران سفر تھے۔ (ترمذی، النکاح: ۱۰۹۵)

حسب حال اور حسب ضرورت اس کی مقدار میں کمی بیشی ہو سکتی ہے، بہر حال اس میں اعتدال ضروری ہے۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

”رسول اللہ ﷺ نے اپنی کسی بیوی پر اس قدر ولیمہ نہیں کیا جو سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے شادی کے موقع پر کیا تھا (اس میں آپ نے ایک بکری ذبح کی تھی) (بخاری، النکاح: ۵۱۶۸)

اسی طرح کم از کم مقدار کی کوئی حد نہیں، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ایک بیوی کا ولیمہ دو مڈھو سے کیا تھا۔ (بخاری، النکاح: ۵۱۷۲) دو مڈھ وزن ہمارے اعشاری نظام کے مطابق ایک کلو پیچاس گرام ہے۔

اس کے آداب میں سے ہے کہ دعوت ولیمہ قبول کرنا ضروری ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

”جب تم میں سے کسی کو دعوت ولیمہ دی جائے تو وہ اس میں ضرور شرکت کرے۔“ (بخاری، النکاح: ۵۱۷۳)

لیکن کھانا ضروری نہیں جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ اگر چاہے تو کھالے اور اگر چاہے تو چھوڑ دے۔ (ابوداؤد، النکاح: ۳۷۴۰)

تاہم اس موقع پر کوئی برائی، بے پردگی یا اختلاط مرد و زن کا اندیشہ ہے تو اگر روکنے کی طاقت ہے تو شرکت کرے، بصورت دیگر اجتناب کیا جائے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد

ہے: ”تم ایسے کھانے میں شرکت نہ کرو جہاں شراب پیش کی جاتی ہو۔“ (ترمذی، الادب: ۷۷۷۵)

دیگر تمام گناہوں کو اس پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔ (واللہ اعلم)

افلاس اور مالداری میں پنہاں حکمتیں

امام مسجد نبوی
فضیلۃ الشیخ
ڈاکٹر عبدالباری الثبتی

ترجمہ ————— جناب حافظ محمد سرور ————— نظر ثانی ————— جناب حافظ عبدالحمید ازہر

حمد و ثناء کے بعد، اے اہل اسلام!

افلاس اور مالداری دونوں اللہ کی جانب سے بندوں کے لیے آزمائش ہیں، وہ ایک بندے کو کشادگی عطا کرتا اور نعمتوں سے نوازتا ہے تاکہ پرکھ لے کہ وہ شکر کرتا یا سرکشی کی راہ اپناتا ہے۔ جبکہ دوسرے پر رزق تنگ کر دیتا ہے اور اسے کچھ دنیا سے محروم کر دیتا ہے تاکہ دیکھ لے کہ وہ صبر کرتا اور راضی رہتا ہے یا تمللاتا اور ناراضی کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَتَبْلُوهُمْ بِالنَّارِ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ﴾ (الانبیاء: ۳۵)

”ہم اچھے اور بُرے حالات میں ڈال کر تم سب کی آزمائش کر رہے ہیں آخر کار تمہیں ہماری ہی طرف پلٹنا ہے۔“

جبکہ مومن کی حالت کتنی عجیب ہے کہ اگر اسے کوئی تکلیف پہنچے تو صبر کرتا ہے اور یہ صبر اس کے لیے بہتر ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر اسے کوئی خوشی ملے تو شکر کرتا ہے، اور یہ بھی اس کے لیے بہتر ہوتا ہے۔ اس طرح وہ کبھی نقصان کا سامنا کرتے ہوئے صبر کرتا ہے اور کبھی نعمت کو دیکھتے ہوئے شکر کرتا ہے۔ جبکہ اس کی بہ نسبت اللہ اس کے حال سے زیادہ واقف ہوتا ہے۔

رزق میں تفاوت ہی وہ بنیاد ہے جو کارگاہ حیات میں لوگوں کو ایک دوسرے کے لیے مسخر کر دیتی ہے۔ اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا﴾ (الزخرف: ۳۲)

”ان میں سے کچھ لوگوں کو کچھ دوسرے لوگوں پر ہم نے بدرجہا فوقیت دی ہے تاکہ یہ ایک دوسرے سے خدمت لیں۔“

یعنی رزق میں یہ فرق اس لیے رکھا گیا ہے کہ لوگ ایک دوسرے سے کام لیں اور ان کے مابین وحدت و الفت کا رشتہ قائم ہو۔ مالدار اپنے مال کے بدلے

میں مفلسوں اور مزدوروں سے کام لیں اور یوں یہ ایک دوسرے کی معاش کا ذریعہ بنیں۔ ایک اپنے مال کے ساتھ اور دوسرا کام کے ساتھ۔

بعض اوقات غربت ہی بندے کے لیے بہتر ہوتی ہے۔ اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ﴾ (الشوری: ۲۷)

”اگر اللہ اپنے سب بندوں کو کھلا رزق دے دیتا تو وہ زمین میں سرکشی کا طوفان برپا کر دیتے۔“

یعنی لوگ اللہ کی فرمانبرداری نہ کرتے اور ان کا یہ رزق انہیں مخلوق پر ظلم و سرکشی اور بغاوت پر ابھارتا۔

﴿إِنَّهُ بَعِيدُهُ خَيْرٌ بَصِيرٍ﴾ (الشوری: ۲۷)

”یقیناً وہ اپنے بندوں سے باخبر ہے اور ان پر نگاہ رکھتا ہے۔“

جب بندے کو افلاس میں مبتلا کر دیا جائے تو اس صورت میں اس کے لیے سب سے بہترین عبادت صبر ہے۔ جس کا رزق تنگ ہو اور زندگی دشوار اسے چاہیے کہ دل تنگ نہ کرے اور زندگی کو سزا نہ سمجھے۔ کیونکہ اللہ کے پیغمبر ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کا رزق بھی بقدر ضرورت ہوتا تھا۔ دنیا کا حقیر اور عارضی ساز و سامان اتنی اہمیت نہیں رکھتا کہ اس سے محرومی کی صورت میں آدمی غمزدہ اور بے قرار ہو۔ آدمی کو چاہیے کہ مطمئن رہے، اللہ کی نعمت کو پہچانے اور اللہ کا شکر ادا کرے۔

اس سلسلے میں ہمارے پیغمبر ﷺ کا فرمان ہے:

”جب کسی کی نظر ایسے آدمی کی طرف جائے جو مال و مرتبے کے اعتبار سے اس سے بالاتر ہو تو اسے چاہیے کہ اس آدمی کو بھی دیکھ لے جو اس سے کمتر ہے اور جس پر خود اسے بھی برتری حاصل ہے۔“

امام مسلم رحمہ اللہ نے اس حدیث کے آخر میں یہ الفاظ بھی بیان کیے ہیں کہ ”اس طرح تم اللہ کی نعمتوں کو حقیر نہیں جانو گے۔“

اسلام نے امیر اور غریب دونوں کو تلقین کی ہے کہ اپنے نفس میں قناعت پسندی پیدا کریں، نفس کی سرکشی کو دبائیں اور اس کی تہذیب و اصلاح کریں تاکہ یہ اللہ کی عطا پر راضی رہے، خواہ وہ تھوڑی ہی کیوں نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے ازل میں جو شے تیرے لیے طے فرما دی تھی، وہ تجھ سے ہرگز چھوٹنے والی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ”اللہ کے دیئے پر راضی رہو، تم سب سے زیادہ مالدار ہو جاؤ گے۔“

مفلس کے لیے کچھ آداب ہیں جن کا اسے اپنے ظاہر و باطن اور اپنے اعمال و افعال میں التزام کرنا چاہیے:

☆ اس کے باطن کے لیے ادب یہ ہے کہ اللہ نے اس پر افلاس کی جو آزمائش ڈالی ہے، اس پر ناگواری کا اظہار نہ کرے یعنی وہ اسے اس اعتبار سے ناپسند نہ کرے کہ یہ اللہ کا فعل ہے، اگرچہ غربت اسے ناپسند ہو۔

☆ اسی طرح اس کے ظاہر کا ادب یہ ہے کہ وہ وضع داری اور رکھ رکھاؤ کا اظہار کرے اور اپنے افلاس کو نمایاں کرتے ہوئے شکوہ و شکایت نہ کرے بلکہ اپنے افلاس کو چھپائے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَحْشَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَعْيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ﴾

(البقرة: ۲۷۳)

”ان کی خودداری دیکھ کر ناواقف آدمی گمان کرتا ہے کہ یہ خوش حال ہیں۔“

☆ اسی طرح اس کے اعمال کا ادب یہ ہے کہ کسی دولت مند کے سامنے اس کی دولت کی وجہ سے نہ جھکے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے ”کس قدر عمدہ ہے یہ بات کہ ایک دولت مند اللہ سے ثواب کی امید رکھتے ہوئے غریب کے سامنے عاجزی اپنائے۔“

☆ اسی طرح اسے چاہیے کہ مالداروں کی چالپوسی کرتے ہوئے اور ان سے کسی عطا کی امید رکھتے ہوئے حق بات کے کہنے سے اپنی زبان کو نہ روکے۔

☆ جبکہ اس کے افعال کا ادب یہ ہے کہ غربت

کے باعث عبادت میں سستی نہ کرے اور جتنا کچھ اس کی توفیق میں ہو، اس سے اپنا ہاتھ نہ روکے کیونکہ یہ نادار کی کوشش ہوتی ہے جس کی فضیلت المادار کے خرچ کیے ہوئے بہت زیادہ مال سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اللہ کا فرمان ہے:

﴿لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ﴾ (الحشر: ۸)

”(نیز وہ مال) اُن غریب مہاجرین کے لیے ہے جو اپنے گھروں اور جائیدادوں سے نکال باہر کیے گئے ہیں۔“ اسی طرح اس کا فرمان ہے:

﴿لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ﴾ (البقرة: ۲۴۳)

”خاص طور پر مدد کے مستحق وہ تنگ دست لوگ ہیں جو اللہ کے کام میں ایسے گھر گئے ہیں کہ اپنی ذاتی کسب معاش کے لیے زمین میں کوئی دوڑ دھوپ نہیں کر سکتے۔“

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کے جو اوصاف بیان فرمائے، ان میں ہجرت اور قید کے پہلو بہ پہلو غربت بھی موجود ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی صفتِ غربت کا ذکر پہلے فرمایا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ لوگوں کے پسندیدہ اوصاف ہی بیان فرماتا ہے، اگر غربت اللہ کے ہاں پسندیدہ صفت نہ ہوتی تو اللہ اپنے پیاروں کے متعلق کبھی اس صفت کا تذکرہ نہ کرتا اور نہ اس صفت کو ان کے لیے بطور عزت ذکر کرتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”میں نے جنت میں نگاہ ڈالی تو مجھے اس میں زیادہ تر غریب دکھائی دیے۔“

اگرچہ یہ درست ہے کہ اللہ نے مفلسوں کو جتنا کچھ عطا کیا ہو، انہیں اس پر راضی رہنا چاہیے اور یہ بھی بجا ہے کہ مفلسوں کی بڑی فضیلت ہے۔ لیکن اسلام نے غربت کے علاج کے لیے الماداروں کو تلقین کی ہے کہ وہ حسن سلوک اور نیکی اپنائیں، غریبوں کی کفالت کریں، انکے دکھ درد میں شریک ہوں، ان کی پریشانیاں دور کریں اور ان کی مدد کے لیے ہر ممکن کوشش کریں۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

”بیوہ عورتوں اور مسکینوں کی غنّواری کرنے والے کی فضیلت اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح

ہے۔“ راوی کا کہنا ہے کہ میرے گمان کے مطابق آپ ﷺ نے یہ الفاظ بھی ارشاد فرمائے کہ ”اسی طرح اس کا مرتبہ نہ ٹھکنے والے عبادت گزار اور ہمیشہ روزہ رکھنے والے آدمی کی طرح ہے۔“

☆ اسی طرح اسلام نے غربت کے علاج کے لیے ناداروں کو تلقین کی ہے کہ کام کریں اور سستی و کاہلی سے بچیں تاکہ وہ معاشرے پر، اپنے خاندانوں پر اور خود اپنے آپ پر بوجھ بن کر نہ رہ جائیں۔

☆ غربت سے بچنے کا چارہ کرنا، زمین میں حصولِ رزق کے لیے چلنا پھرنا اور اسباب اپنانا ایک مستحق امر اور مشروع روش ہے۔ اللہ کا فرمان ہے:

﴿هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ ذَلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِنْ رِزْقِهِ وَإِلَيْهِ النُّشُورُ﴾

(الملک: ۱۵)

”وہی تو ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو تابع کر رکھا ہے، چلو اُس کی چھاتی پر اور کھاؤ خدا کا رزق، اسی کے حضور تمہیں دوبارہ زندہ ہو کر جانا ہے۔“

اس حکم کا مقصد یہ ہے کہ غریب خود کو ایک زندہ عضو ثابت کرے، اپنے ہاتھ سے کمائے، اپنی گزر بسر کا سامان کرے، اپنے وقار کی حفاظت کرے، اپنی اولاد کو حیات کا سبق دے، اپنے معاشرے کی تعمیر و ترقی میں اپنا کردار ادا کرے اور یہ رزق اللہ کی پہچان اور فرمانبرداری کی راہ میں اس کے لیے معاون ہو۔ اس کے ذریعے وہ صلہ رحمی کرے اور دوسروں کے لیے نفع رسانی کا باعث بنے، یہ سب کچھ یقیناً اس کے لیے بہتر اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کے لیے اس بات کو بطور احسان ذکر فرمایا ہے کہ اس نے آپ ﷺ کو اس افلاس کے بعد خوشحالی سے نوازا۔ چنانچہ اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَوَجَدَكَ غَائِلًا فَأَغْنَى﴾ (الضحی: ۸)

”اور تمہیں نادار پایا اور پھر المادار کر دیا۔“

☆ اسی طرح آپ ﷺ دعا کیا کرتے تھے کہ ”اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، عفاف اور فراوانی مانگتا ہوں۔“

آپ ﷺ نے اپنے صحابی اور اپنے خادم حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لیے مال کی فراوانی کی دعا کی اور فرمایا: ”اے اللہ! اس کے مال اور اس کی اولاد کو زیادہ کر دے

اور اس کے لیے اس میں برکت عطا فرما۔“ اے بندگانِ الہی! یاد رکھیے کہ فراواں رزق نیک عمل کا ثمرہ ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: ”جسے یہ بات پسند ہو کہ اس کے رزق میں کشادگی کر دی جائے اور اس کی عمر میں برکت ہو، اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔“

☆ اسی طرح آپ ﷺ کا فرمان ہے: ”اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔“ اوپر والے ہاتھ سے مراد خرچ کرنے والا اور نیچے والے ہاتھ سے مراد لینے والا ہے۔

اللہ کے بندو! کام جیسا بھی ہو، خواہ صنعت و تجارت ہو یا زراعت ہو یا کوئی اور پیشہ، وہ عزت اور وقار ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ”اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کھانا کبھی کسی نے نہیں کھایا۔“

☆ اسی طرح آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ بہترین کمائی کون سی ہے؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا: ”آدمی کا اپنے ہاتھ سے کام کرنا یا پاکیزہ تجارت۔“

یہی پاکیزہ چلن اور سیدھی راہ ہے۔ ”رہا مانگنا اور لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائے رکھنا تو یہ ایک مذموم خصلت اور بہت ہی برا عمل ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے: ”جو آدمی لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائے رکھتا ہے، قیامت کے روز اس حالت میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کی ایک بوٹی بھی نہ ہوگی۔“

☆ اسی طرح آپ ﷺ کا فرمان ہے: ”جو آدمی لوگوں سے ان کا مال مانگنے میں لگا رہتا ہے، وہ درحقیقت انگارہ مانگتا ہے، اب اس کی مرضی ہے کہ زیادہ مانگے یا تھوڑا۔“

اس سے پتا چلتا ہے کہ صعوبت کرنے والے کو صدقہ کرتے ہوئے ضرورت مند ڈھونڈنا چاہیے، غیر ضرورت مند کو نہ دے، آپ ﷺ کا فرمان ہے: ”المادار کے لیے اور تندرست و توانا کے لیے مانگنا جائز نہیں ہے۔“

☆ اسی طرح آپ ﷺ کا فرمان ہے: ”تین لوگوں کے سوا کسی کے لیے مانگنا جائز نہیں، بے انتہاء غربت والا، بے پناہ قرض تلے دبا ہوا اور کسی خون کی دیت ادا کرنے والا مفلس۔“

دوسرا خطبہ

حمد و ثناء کے بعد، اے بندگانِ الہی!

اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ عالم اسلام میں بڑھتی

محبت رسولؐ میں جان بھی قربان ہے

ترجمہ: جناب مولانا لیاقت علی باجوہ فیروز پوری

لوٹتے وقت) آپؐ کو احد پہاڑ نظر آیا تو آپؐ نے فرمایا: یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے، ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ (بخاری، کتاب المغازی باب احد جبل تحبنا سجدہ ۸۴/۲)

سیدنا علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپؐ کی رسول اللہ ﷺ سے محبت کیسی تھی تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واللہ! رسول اللہ ﷺ ہمیں اپنے مالوں، اولادوں، باپوں، ماؤں اور شدید پیاس کے وقت ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب تھے۔ (شرح الشفاء: ۲/۴۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی آپؐ سے محبت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ ایک دن سیدنا ابو ہریرہؓ نے آپؐ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: یا رسول اللہ ﷺ! جب میں آپؐ کو دیکھتا ہوں تو میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں اور دل خوش ہو جاتا ہے لیکن جب آپؐ نظر نہیں آتے تو میرا دل الجھ جاتا ہے یا ایسا ہی کوئی لفظ کہہ۔ (مجمع الزوائد کتاب المناقب: ۹/۶۰۹)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نبی کریم ﷺ کے ساتھ محبت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ ایک دن سیدنا عمر فاروقؓ طواف میں حجر اسود کے پاس آئے پھر اس کو بوسہ دیا اور فرمایا: ”میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے، تو نہ کسی کو نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ فائدہ دے سکتا ہے! اگر میں نے نبی ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے کبھی بھی بوسہ نہ دیتا۔ (بخاری، الحج باب ذکر النجاء: ۱۵۹۷)

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی آپؐ سے محبت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ نبی اکرم ﷺ ان کے ہاں مہمان ٹھہرے، رسول اللہ ﷺ نے ٹحلی منزل میں قیام فرمایا اور سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ اوپر والی منزل میں تھے۔ ابو ایوبؓ آپؐ کے لیے کھانا تیار کرتے، جب (خادم) کھانا لاتا تو ابو ایوب رضی اللہ عنہ خادم سے پوچھتے کہ رسول اللہ ﷺ کی انگلیاں کھانے پر کہاں کہاں لگی ہیں؟ ابو ایوب رضی اللہ عنہ بھی اسی جگہ اپنی انگلیاں رکھ کر کھانا کھاتے۔

نبی کریم ﷺ سے محبت کا واقعہ سیدنا ربیعہ بن کعب سلمیٰؓ کی زبانی سنیں، وہ کہتے ہیں کہ میں رات نبی کریم ﷺ کے ہاں بسر کرتا، آپؐ کے لیے وضو کا پانی اور دوسری ضرورت کی چیزیں لایا کرتا (ایک روز) آپؐ نے (خوش ہو کر) ارشاد فرمایا: سَلِّ کوئی چیز مانگنا ہو تو مانگو، میں نے عرض کی: ”اسئلک مرافقتک فی الجنة“ میں جنت میں آپؐ کی رفاقت چاہتا ہوں۔“ آپؐ نے پھر

رکھا تھا۔ جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ اپنی محبت، پیار اور الفت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپؐ مجھے میری جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ عزیز اور محبوب ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے الفاظ سن کر پیغمبر رحمتؐ نے فرمایا:

((لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من نفسه))
”تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ مجھے اپنی جان سے زیادہ محبوب اور عزیز نہ رکھے۔“ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((الآن واللہ انت احب الی من نفسی))
اے اللہ کے رسول ﷺ! میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اب آپؐ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ پیارے اور عزیز ہیں، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عمرؓ! تمہارا ایمان مکمل ہو گیا۔ (بخاری، الایمان: ۶۶۳۲)

اسی لیے کسی نے کہا ہے: محمدؐ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

﴿النَّبِيُّ أَوْلىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ﴾ (الاحزاب: ۶)

”نبی ﷺ کی ذات اہل ایمان کے لیے ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ مقدم ہے اور نبی کریم ﷺ کی بیویاں اہل ایمان کی مائیں ہیں۔“

سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہی فرماتے ہوئے سنا ہے:

((ذاق طعم الایمان من رضی باللہ رباً وبالاسلام دیناً وبمحمد رسولاً)) (مسلم کتاب الایمان)
”ایمان کا مزہ اس آدمی نے چکھا جو اللہ کے رب ہونے پر راضی ہوا، اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوا اور حضرت محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہوا۔“
سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (خیبر سے

نبی کریم ﷺ سے اس طرح کی محبت کرنی چاہیے جو تمام قسم کی محبتوں پر غالب ہو۔ اللہ تعالیٰ سورۃ التوبہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَبِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ﴾ (التوبہ: ۲۴)

”(اے پیغمبر!) آپؐ کہہ دو اگر تمہارے باپ، تمہارے لڑکے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں اور تمہارے کنبے قبیلے اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں، تمہاری تجارت جس کی کمی سے تم ڈرتے ہو اور تمہارے پسندیدہ گھر تمہیں اللہ کے رسولؐ اور اللہ کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر انتظار کرو، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ آجائے، اللہ تعالیٰ ایسے فاسقوں کی راہنمائی نہیں فرماتے۔“

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آٹھ چیزوں کی تفصیل بیان فرمائی ہے جن سے انسان قدرتی طور پر محبت کرتا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ ان سب چیزوں سے بڑھ کر مجھ سے اور میرے رسولؐ سے محبت کی جائے، ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال برباد کر دیں گے۔

ایسے ہی سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((حتیٰ اکون احب الیہ من ولده ووالده والناس اجمعین)) (بخاری: ۱۵، مسلم: ۴۴)
”کوئی آدمی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کے والد، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ اس کے دل میں میری محبت نہ ہو جائے۔“

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ، صحابہ کرامؓ کی معیت میں جارہے تھے اور آپؐ نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ

پوچھا اور کچھ قلت ہو ڈاک میں نے عرض کیا بس یہی، قال فاعنی علی نفسک بکثرة السجود تو پھر کثرت سجد کے ساتھ میری مدد کر (تا کہ تمہارے لیے سفارش کرنا میرے لیے آسان ہو جائے) (مسلم: کتاب الصلاة باب فضل السجود ولاحث علیہ)

انسان تو انسان رہے درخت بھی آپ سے محبت کرتے تھے۔ جیسا کہ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن ایک درخت یا کھجور سے ٹیک لگا کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ انصار کی ایک خاتون یا ایک مرد نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے لیے منبر نہ بنوادیں؟ آپ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو بنوادو، انہوں نے آپ کے لیے ایک منبر بنا دیا، جب جمعہ کا دن آیا تو آپ منبر پر تشریف لے گئے، کھجور کا تنا پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا جیسے کہ بچہ چلا کر روتا ہے۔ نبی کریم ﷺ منبر سے اترے، اس تنے یا درخت کو اپنے سینے سے لگایا تو وہ اس بچے کی طرح باریک آواز نکالنے لگا جس کو تسلی دی جائے۔ آپ نے فرمایا: یہ اس لیے روتا ہے کہ پہلے میرے قریب ہونے کی وجہ سے اللہ کا ذکر سنتا تھا۔ (بخاری، کتاب المناقب: ۳۵۸۴)

”محبت رسول پر جان بھی قربان ہے۔“ اس پر انصار نے عمل کر کے دکھایا، سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ احد کے دوران ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ صرف سات انصاریوں اور دو قریشیوں کے ساتھ سارے لشکر سے علیحدہ ہو گئے تو کافروں نے آپ کو قتل کرنے کے لیے زبردست ہجوم کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((من یردھم عنا وله الجنة وهو رفیق فی الجنة))
”کون ان کافروں کو ہم سے دور کرے گا، اس کے لیے جنت ہے یا آپ ﷺ نے فرمایا: وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا۔“

انصار میں سے ایک آدمی آگے بڑھا، لڑا حتیٰ کہ شہید ہو گیا، پھر کفار آپ پر چڑھ آئے پھر آپ نے وہی بات دہرائی، ایک انصاری آگے بڑھا، مقابلہ کیا اور شہید ہو گیا، اسی طرح ہوتا رہا حتیٰ کہ ساتوں انصاری باری باری شہید ہو گئے۔ (مسلم: ۴۶۲۱)

تحکیم معرفت ہے محبت رسول کی ہے بندگی خدا کی اطاعت رسول کی

اتنی ہی آرزو ہے بس اے رب دو جہاں دل میں رہے سحر کے محبت رسول کی نبی کریم ﷺ سے محبت کرنے والوں کا انعام قرآن کی زبانی سینے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ۚ ذَٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ عِلْمًا﴾ (النساء: ۶۹-۷۰)

”اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرے وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے، جیسے نبی، صدیق، شہید اور نیک لوگ یہ بہترین رفیق ہیں۔ یہ فضل اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور کافی ہے اللہ تعالیٰ جاننے والا۔“



بقیہ: مولانا عبدالرشید صدیقی

پروفیسر ڈاکٹر عاشق خان درانی (سابق وی سی بہاء الدین زکریا یونیورسٹی) کے مطابق صدیقی صاحب روزانہ ڈائری لکھا کرتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے صدیقی صاحب کی ڈائری سے استفادہ بھی کیا ہے۔ صدیقی صاحب کے اخلاف اگر یہ ڈائری محنت کر کے شائع کروا دیں تو ان کی بڑی خدمت ہوگی، اگر وہ نہیں کرا سکتے تو کم از کم یہ معلوماتی ڈائری کسی خیر خواہ کو دے دیں تا کہ وہ اسے منصفہ شہود پر لاسکے۔ واللہ ولی التوفیق۔ علاوہ ازیں صدیقی صاحب ضلع ملتان کی تبلیغی و دعوتی کانفرنسز و جلسوں کی سرگرمیاں اور کارروائیاں تحریر کر کے ہفت روزہ ”الاعتصام“ لاہور میں اشاعت کے لئے ارسال کرتے تھے۔

راقم کی چاہت ہے کہ صدیقی صاحب کے معاصرین و رفقاء جو ابھی بحمد اللہ قید حیات ہیں بالخصوص مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب، محترم جناب بشیر انصاری صاحب، مولانا یوسف انور صاحب حفظہم اللہ اور دیگر اہل علم و قلم خامہ فرسائی کریں تا کہ ان کی حیات کے چھپے ہوئے گوشے سامنے آسکیں۔ ہم ارادہ رکھتے ہیں کہ صدیقی صاحب کے احوال و آثار کے موضوع پر ایک کتاب منظر عام پر لائی جائے۔ اس لیے اصحاب علم و فضل اپنی نگارشات ہمیں لازمی ارسال فرمائیں۔

صدیقی صاحب کے اخلاف

صدیقی صاحب کی شادی دوران تعلیم ہو گئی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک بیٹا اور چار بیٹیاں عطا کیں۔ آپ کے بیٹے عبدالقدوس صدیقی نے انجینئرنگ کا کورس کر رکھا تھا۔ ۱۹۷۰ء کے عشرہ میں وہ سعودی عرب میں ملازمت بھی کرتے رہے۔ اسی دوران ۱۹۷۳ء کو انہوں نے اپنے والد گرامی کو حج کرایا۔ یہ صدیقی صاحب کا دوسرا حج تھا۔ پہلے حج کی سعادت انہوں نے ۱۹۴۲ء میں حاصل کی تھی۔ انجینئر عبدالقدوس صدیقی ملتان چھوڑ کر اچھرہ لاہور مقیم ہو گئے تھے۔ ان کے بارے میں مزید معلومات نہیں مل سکیں۔ صدیقی صاحب کی بیٹیوں کی شادی ملتان شہر میں ہی ہوئی تھی۔ مولانا خواجہ عبدالرشید صدیقی صاحب کے نواسوں میں ایک نام جناب طارق بشیر خان کا آتا ہے جو گورنمنٹ کالج میں اردو کے لیکچرار تھے۔ وہ صدیقی صاحب کی وفات جون ۱۹۸۶ء کے دو ماہ بعد ایک حادثہ میں بقضائے الہی وفات پا گئے تھے۔ انہوں نے اپنے نانا جی کی وفات پر درج ذیل نظم لکھی تھی۔

وہ چمن میں گلاب * تھا، نہ رہا
آپ اپنا خواب تھا، نہ رہا
ایسے لوگوں کے دم سے دنیا میں
کچھ حیا تھی، حجاب تھا، نہ رہا
ساری رونق تھی دوستو! اس سے
محفلوں کا شباب تھا، نہ رہا
اس دور روشن کے اندھیروں میں
ہم تن آفتاب تھا، نہ رہا
شہر ملتان کی سوانح کا
روشن و زریں باب تھا، نہ رہا
آپ کے نواسوں میں ایک نام محترم جسٹس جہانگیر
ارشاد صاحب کا بھی آتا ہے جو سابق چیف جسٹس افتخار
چودھری کے قریبی رفقاء میں شمار ہوتے ہیں۔

وفات

صدیقی صاحب وفات سے کافی عرصہ پہلے مختلف بیماریوں میں مبتلا ہو گئے تھے۔ بالآخر جماعت کا یہ مخلص کارکن، بے لوث خادم اور بے باک عالم جون ۱۹۸۶ء بمطابق ۱۴۰۶ھ عید الفطر کے دن دوپہر کے وقت اس جہان فانی سے رخصت ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی نماز جنازہ ان کی وصیت کے مطابق عید گاہ اہل حدیث باغ عام خاص ملتان میں اسی دن بعد نماز مغرب ادا کی گئی۔ آپ کی نماز جنازہ عالم باعلیٰ شیخ الحدیث مولانا علی محمد سعیدی رحمہ اللہ نے پڑھائی۔ جنازہ میں ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے شرکت کی۔

سیدنا ابو ہریرہؓ کے نگر میں

تحریر: جناب مولانا عبدالمالک مجاہد

طفیل جب واپس اپنی بستی کے قریب پہنچے تو ان کے چہرے پر چراغ جیسی روشنی ہو گئی۔ انہیں خوف ہوا کہ قبیلہ کے لوگ اسے ”مثلاً“ کہیں گے۔ یعنی چہرے کی اس چمک اور سفیدی کو بیماری نہ سمجھ لیں، انہوں نے اللہ سے دعا کی تو یہ روشنی ان کی لاکھی پر منتقل ہو گئی۔ اپنی بستی میں اس شان سے داخل ہوئے کہ ان کا عصا روشنی سے چمک رہا تھا۔ والد اور بیوی کو اسلام کی دعوت دی تو دونوں مسلمان ہو گئے۔ ان کی تبلیغ کے نتیجے میں سیدنا ابو ہریرہؓ بھی مسلمان ہوتے ہیں؛ تاہم ان کے قبیلہ کے دوسرے لوگوں نے ان کی بات نہ مانی اور خاصی تاخیر سے مسلمان ہوئے۔ ”الجور“ کا راستہ قدرے دشوار گزار تھا۔ ہر چند کہ سڑک پختہ تھی، مگر پھر بھی کافی اونچ نیچ کا سامنا کرنا پڑا۔ آج موسم بڑا عمدہ تھا۔ یہاں کا معتدل موسم دیکھ کر پاکستان کا سواٹ یاد آ گیا۔ مجھے بتایا گیا کہ شدید گرمی میں بھی یہاں کا موسم معتدل ہوتا ہے۔ یہاں اڑکنڈیشنر کی ضرورت نہیں ہوتی، بس پنکھا ہی کفایت کر جاتا ہے؛ تاہم لوگوں نے فیشن کے طور پر اڑکنڈیشنر لگوا رکھے ہیں۔ ہماری گاڑی کبھی اوپر چڑھتی کبھی نیچے اترتی۔ کوئی پندرہ بیس منٹ بعد ہم ایک وادی میں پہنچ گئے۔ یہی ”الجور“ تھا اور اسی بستی کو سیدنا ابو ہریرہؓ کی بستی ہونے کا شرف حاصل ہے۔ یہاں خاصی ہریالی تھی۔ چاروں طرف پہاڑ تھے، مگر اونچے نہ تھے۔ میرا اندازہ ہے کہ پہاڑوں پر چڑھنے والا کوئی پندرہ، بیس منٹ میں اوپر چڑھ جاتا ہے۔ یہ پہاڑ بھی خاصے سرسبز نظر آئے۔ وادی کے اندر بھی خاصا سبزہ تھا۔ کھیت بھی نظر آئے۔ وادی کے وسط میں پرانے قلعہ کی نشانی نظر آ رہی تھی۔ پرلے دور میں چونکہ لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں۔ اس لیے ہر بستی میں قلعہ ہوتا تھا۔ اب اس قسم کے قلعہ جات کو نشانی کے طور پر جگہ بنایا گیا ہے۔ گویا یہ پرانے قلعوں کی یاد دلاتا ہے۔ شیخ عبداللہ بن قعود یہاں پرسکول بچہ ہیں۔ اس علاقے کے بیشتر لوگ بڑے شہروں ریاض، جدہ، مکہ مکرمہ، طائف، مدینہ منورہ، دمام، الخبر اور تبوک وغیرہ میں منتقل ہو چکے ہیں، مگر وہ اپنے آبائی گاؤں سے رشتہ برقرار رکھتے ہیں۔ سعودی عرب میں اکثر سعودی سرکاری ملازم یا تجارت پیشہ ہیں۔ ہنرمند لوگ بہت کم رہ گئے ہیں۔ سرکاری ملازمت بڑی آسانی سے مل جاتی ہے۔ معقول تنخواہ کی وجہ سے لوگ ہنرمندی سے گھبراتے ہیں۔

کے گیارہویں سال مکہ مکرمہ تشریف لے جاتے ہیں۔ یہ شریف انفس انسان عمدہ شاعر تھا۔ مکہ پہنچے تو اہل مکہ نے ان کا بھرپور استقبال کیا۔ قبیلہ دوس عرب کے اہم قبائل میں سے تھا۔ اہل مکہ کی ان سے رشتہ داریاں تھیں؛ بلکہ ابوسفیان کے ایک بیٹے کی شادی بنو دوس کی ایک خاتون سے ہوئی تھی۔ مکہ والے سیدنا طفیل سے کہنے لگے: آپ ہمارے شہر تشریف لائے ہیں، ہمیں بہت خوشی ہے مگر یہاں ایک شخص ہے جس سے آپ کو بچ کر رہنا ہوگا، کیونکہ اس نے ہماری جمعیت بکھیر کر رکھ دی ہے اور ہمارا شیرازہ منتشر کر دیا ہے۔ اس کی گفتگو بھائی کو بھائی سے اور شوہر کو بیوی سے جدا کر دیتی ہے۔ آپ اس سے ملیے گا نہ ہی گفتگو کیجیے گا۔ طفیل قریش کی باتوں میں آ جاتے ہیں۔ کانوں میں روٹی ٹھونس لی تاکہ اللہ کے رسول ﷺ کی کوئی بات ان کے کان میں نہ پڑ جائے، مگر مشیت الہی ان کی ہدایت کا فیصلہ کر چکی تھی۔ یہ حسن اتفاق تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ کی چند باتیں کسی طرح ان کے کان میں پڑ گئیں، یہ باتیں انہیں بڑی عمدہ لگیں۔ دل میں کہنے لگے: طفیل! تم نہایت سمجھ دار آدمی ہو۔ تم شاعر ہو اور اپنے قبیلہ کے سردار بھی ہو، تم کوئی عام آدمی یا غربت و افلاس میں پلنے والے بچے تو نہیں ہو کہ اپنے برے بھلے کی تمیز نہ کر سکو، تم تو ناز و نعم میں پلے ہوئے انسان ہو۔ تم صحیح اور غلط کے درمیان فرق کرنے کی صلاحیت رکھتے ہو۔ کہتے ہیں: یہ سوچ کر میں اللہ کے رسول ﷺ کے پیچھے چل دیا اور ان کی اجازت سے آپ ﷺ کے ساتھ ہی ان کے گھر میں داخل ہو گیا۔ آپ سے گفتگو کی قرآن کریم سنا اور وہیں اسلام قبول کر لیا۔ اب انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کی: میں اپنی قوم کا سردار ہوں، میری بات مانی جاتی ہے۔ اللہ سے دعا فرمائیں کہ جب واپس اپنے قبیلہ میں جاؤں تو اللہ مجھے کوئی نشانی دے دے۔ آپ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔

میں شیخ ابواسامہ عبداللہ بن قعود الدوسی کی گاڑی میں بیٹھ گیا تاکہ راستے میں ہم گفتگو کرتے جائیں۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ یہ سرزمین اس لحاظ سے بھی معروف ہے کہ یہاں صرف سیدنا ابو ہریرہؓ ہی پیدا نہیں ہوئے بلکہ سیدنا طفیل بن عمرو اور سیدنا معقیب بن ابی فاطمہ الدوسی رضی اللہ عنہم بھی اسی علاقے سے تعلق رکھتے تھے۔ سیدنا معقیب کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی مہر کے امین تھے، جس کے اوپر محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔ اسکی ترتیب کچھ یوں تھی کہ اوپر اللہ نیچے رسول اور اس کے نیچے محمد لکھا گیا تھا۔ آپ ﷺ کی ساری زندگی میں یہ مہر انہی کے پاس رہتی تھی۔ آپ کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی انہیں اسی منصب پہ برقرار رکھا۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو انہوں نے بھی ان پر بھرپور اعتماد کیا اور مہر انہی کے پاس رہنے دی۔ عہد فاروقی کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا دور آتا ہے تو انہوں نے بھی اپنی پیش رو عظیم شخصیات کی اتباع میں مہر سیدنا معقیب ہی کے پاس رہنے دی۔ روایات کے مطابق بزر عثمان میں آپ ﷺ کی مہر جب کنوئیں میں گری تو وہ انہی کے ہاتھوں سے گری تھی جو باوجود تلاش کے آج تک نہیں مل سکی۔

میں نے کئی مرتبہ غور کیا کہ مہر کی حفاظت کے لیے ایک شخص کی باقاعدہ ذیوبی لگائے جانے کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی تو معلوم ہوا کہ دراصل یہ سارا اہتمام ان قبائل کو اعزاز بخشنے کے لیے تھا۔ اس قبیلے کے لوگ آج کے دن تک اس اعزاز کو فخریہ طور پر بیان کرتے ہیں۔

ان تینوں کے علاوہ سیکڑوں کی تعداد میں دیگر صحابہ بھی یہاں کے رہنے والے تھے۔ سب سے پہلے دوس قبیلہ کے جس فرد نے مکہ میں اسلام قبول کیا وہ طفیل بن عمروؓ تھے۔ یہ دوس کے سردار تھے۔ اس علاقے میں اب دوس قبیلہ سے تعلق رکھنے والوں کی تیس سے زیادہ بستیاں ہیں۔ میں تصور میں طفیل بن عمرو کو دیکھ رہا ہوں جو نبوت

نے اس پر زمانہ جاہلیت میں کتنے ہی اشعار کہے ہیں۔ یہاں سے ذرا اوپر سروات کے پہاڑ اور وادیاں ہیں۔ ہمارے قبیلہ کی کچھ روایات ہیں جن پر صدیوں سے ہمارے آباؤ اجداد کا رہند چلے آ رہے ہیں۔ عربوں کے ہاں مہمان نوازی صدیوں پرانا وصف چلا آ رہا ہے۔ اب تو الحمد للہ! شاہ عبدالعزیز آل سعود کے دور سے پورے سعودی عرب میں دولت کی ریل پیل ہے۔ غربت و افلاس ختم ہو گیا ہے۔ آل سعود کی حکومت سے پہلے ہمارے قبیلے کے دو گھرانے بطور خاص مہمان نوازی اور کرم کے لیے مشہور تھے۔ یمن سے حجاج آتے تو بنو دوس ان کے لیے اپنے گھروں کے دروازے کھول دیتے۔ حجاج کے آتے اور جاتے وقت ان کی ضیافت اور مہمان نوازی اس طرح دل کھول کر کی جاتی تھی کہ یمن کے لوگ کہتے تھے: ہم لوگ فقر اور افلاس کے مارے اس علاقے میں آتے ہیں تو ہمیں اس قدر وافر مقدار میں کھانے کھلائے جاتے ہیں کہ ہمارے وزن بڑھ جاتے اور پیٹ باہر نکل آتے ہیں۔ جن دو گھرانوں کا انہوں نے ذکر کیا ان کے بارے میں بتایا کہ وہ موسم حج سے مہینوں پہلے ہی حجاج کا استقبال کرنے کے لیے کمر بستہ ہو جاتے تھے۔ ان میں سے ایک کو رئیس قبیلہ کا منصب پیش کیا گیا تو اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ ہمارے ہاں حجاج آتے جاتے ہیں ہم ان کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ہم رئیس قبیلہ بن گئے تو پھر حجاج کی خدمت نہیں کر سکیں گے۔

ان گھرانوں میں کوئی ڈیرہ دو میٹر لمبا چوڑا تھا۔ پورا سال بچھا رہتا تھا۔ اسے کبھی اپنی جگہ سے اٹھایا نہیں جاتا تھا۔ مہمان آتے تو اس میں سے کھانا نکال کر کھاتے جاتے۔ کھانا جب ختم ہو جانے کے قریب ہوتا تو اس میں مزید ڈال دیا جاتا۔

ابو مہدی نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا: شیخ عبدالملک! روٹی اتنی بڑی اور زیادہ ہوتی تھی کہ ایک آدمی اسے اٹھا نہیں سکتا تھا۔ اب بھی شادیوں پر ہماری عورتیں یہ روٹی پکاتی ہیں۔ پتھر کی سل کے نیچے آگ جلائی جاتی ہے۔ سل پر کوئی دو تین میٹر لمبی روٹی پکائی جاتی ہے۔ خاندان کے بوڑھے لوگ عبادت میں بہت آگے تھے۔ فرائض کے علاوہ نماز تہجد اور نفل روزوں کا اہتمام اس طرح ہوتا تھا جس طرح فرض نمازوں یا روزوں کا ہوتا ہے۔

بن احمد عبید الدوسی الزہرانی ہے۔ یہ سکول ٹیچر تھے۔ کہنے لگے: میں حال ہی میں ریٹائر ہوا ہوں۔ میرے بارے میں وہ جان چکے تھے کہ میں ان کے ہاں کیوں آیا ہوں؟ کہنے لگے: ہمارے قبیلہ کی روایات ہیں کہ جب ہمارے ہاں مہمان آتا ہے تو ہم تین دن تک اس سے بات نہیں کرتے۔ اسے مہمان خانہ میں اتارتے ہیں، اس کی خوب خدمت مہارت کرتے ہیں، تین دن کے بعد اس سے پوچھتے ہیں کہ آپ کس سلسلے میں تشریف لائے ہیں اور ہم آپ کی کیا خدمت کر سکتے ہیں؟ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ تم ہمیں اطلاع دیے بغیر آئے ہو۔ آپ لوگوں کے آنے سے تھوڑی دیر قبل مجھے آپ کی آمد کی اطلاع ملی۔ اس لیے پہلی بات یہ ہے کہ میں آپ سے کوئی بات نہیں کروں گا۔ اس دوران ان کا ہتھکچا قبوہ اور کھجوریں ہمیں پیش کر چکا تھا۔ میرے ایک ساتھی نے انہیں بتایا کہ مجاہد صاحب کی آج شام سات بجے الباحہ سے واپسی کی فلائٹ ہے۔ میں نے بورڈنگ پاس دکھایا۔ اب میں ان کے پاس بیٹھ گیا۔ میں نے پوچھا: آپ کے قبیلہ کی روایات کیا ہیں؟ انہوں نے کہا: سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ تم نے ہمارے خاندان کی روایات کو توڑا ہے۔ پہلے تو تین دن تک مہمان خانے میں آرام کرو، پھر بات کریں گے۔ اس پر محفل میں زور دار ہتھکچہ بلند ہوا۔

ابو مہدی نے اب رسمی طور پر گفتگو کا آغاز کیا، کہنے لگے: میں اپنے بھائیوں کا بلاد الزہرانی میں تشریف آوری پر خیر مقدم کرتا ہوں۔ ہمارے گاؤں ”الجور“ میں آنے پر آپ سب کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ کہنے لگے: عرب دو بڑے قبیلوں میں منقسم ہیں۔ ایک تو عدنانی اور دوسرے قحطانی۔ عدنانی قبائل اللہ کے رسول ﷺ کے جد امجد تھے اور یہ سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ قحطانی یمن کے علاقوں کے رہنے والے تھے۔ طائف کے جنوب میں جو لوگ بستے تھے انہیں یمنی کہا جاتا تھا۔

قحطان سے جن قبائل نے جنم لیا ان میں نمایاں نام بنو ازد کا ہے۔ انہی میں سے قبیلہ بنو دوس بھی ہے۔ پھر دوس کی بھی کتنی ہی شاخیں ہیں۔ انہی میں ہم لوگ ہیں جو بنو فہم سے ہیں۔ سیدنا ابو ہریرہؓ ہمارے قبیلہ کے جد امجد تھے۔ ہمارے گھروں کے اوپر جنوب مغرب کی طرف آپ کو بڑا پہاڑ نظر آ رہا ہے وہ جبل العرین ہے۔ شاعروں

سکول میں اب صرف 35 طلبہ ہیں۔ جن کو پڑھانے کے لیے دکن سے بارہ اساتذہ ہیں۔ شیخ عبداللہ بن قعود مڈل سکول کے ہیڈ ماسٹر بھی ہیں۔ پہلے یہ جدہ میں تھے۔ ان کے بوڑھے والدین کو اپنا آبائی علاقہ چھوڑنا پسند نہیں اس لیے وہ جدہ منتقل نہ ہوئے۔ شیخ عبداللہ نے والدین کی خدمت کی غرض سے جدہ کی نوکری کو خیر باد کہا اور اپنے والدین کے ساتھ فارم ہاؤس میں مقیم ہیں۔ شیخ کہہ رہے تھے: اگر آپ کے پاس وقت ہوتا تو میں آپ کو اپنے والد سے ضرور ملواتا، آپ کو اپنے فارم ہاؤس لے جاتا۔ فارم ہاؤس بہت خوبصورت ہے، آپ کو برا پسند آتا۔ میں نے کہا: آپ کے ہاں زمین تو زیادہ ہموار نہیں، چھوٹی بڑی پہاڑیوں کے درمیان وادیوں کے اندر ہی کھیت ہیں۔ بلاشبہ بارشیں ریاض کے مقابلہ میں زیادہ ہوتی ہیں۔ اس لیے ہریالی ہے، مگر یہ تو بتائیں کہ یہاں زمین کے ریٹ کیا ہیں؟ کہنے لگے: شیخ مجاہد! بیچ پوچھیں تو یہاں پر زمین برائے فروخت میسر نہیں۔ ہمارے ہاں آباؤ اجداد کی زمین کو فروخت کرنا عیب سمجھا جاتا ہے۔ کبھی کبھار ایسا ہوتا ہے کہ کوئی شخص اپنی زمین فروخت کرتا ہے۔ میرے اصرار پر جب انہوں نے زمین کے ریٹ بتائے تو یہ ریاض کے مقابلہ میں خاصے کم تھے۔

”الجور“ کے وسط میں سکول کے قریب ہم گاڑی سے نیچے اترے استاذ عبداللہ نے بہتی کے سربراہ ابو مہدی کو فون پر بتا دیا تھا کہ ہم پہنچ گئے ہیں اور سکول کے قریب کھڑے ہیں تو وہ اپنی گاڑی چلاتے ہوئے خود ہی آگئے اور ہمارا استقبال کیا۔ وہ مسلسل کہہ رہے تھے: اللہ حی اللہ صبی۔ یعنی اللہ تمہیں زندہ سلامت رکھے، اللہ تمہیں زندہ سلامت رکھے۔ وہ ہر ایک کو گلے لگاتے چلے گئے۔ ہم کوئی بارہ یا تیرہ افراد تھے۔ انہوں نے ہمیں اپنی گاڑی میں بٹھایا اور اپنے گھر کو چل دیے۔ کوئی پانچ چھ منٹ میں ہم ان کے گھر پہنچ گئے۔ وہ بار بار مجھے اللہ حی اللہ صبی کہہ رہے تھے۔ ان کا گھر قدرے اونچی جگہ پر تھا۔ ان کا بڑا کھلا سا حویلی نما گھر اس بات کی اطلاع دے رہا تھا کہ وہ اپنے قبیلہ کے سربراہ یا اس کی سرکردہ شخصیت ہیں۔ ساتھیوں نے گاڑیاں ان کے گھر کے صحن میں پارک کیں اور ہم ابو مہدی کی رہنمائی میں ان کی مجلس میں داخل ہوئے۔ ان کا گھر خاصا بڑا تھا۔ ابو مہدی کا پورا نام صالح

ہماری خواتین حجاب کا اہتمام کرتی چلی آئی ہیں۔ آج بھی اس کا شدید اہتمام موجود ہے۔ جیسے جیسے دولت میں اضافہ ہو رہا ہے لوگ ان علاقوں سے ہجرت کر گئے ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ جب یہاں بھوک اور افلاس تھا۔ خود ہم نے اپنے بچپن میں بڑا مشکل دور دیکھا ہے، اس وقت یہ سہولتیں کہاں میسر تھیں جو اس وقت ہمیں فراوانی سے مل رہی ہیں۔ اب اللہ کے فضل و کرم اور آل سعود کی حکومت کی برکت سے حالات بہت بہتر ہو گئے ہیں۔ دنیا بھر کی سہولتیں ہمارے پاس ہیں۔

یہ ابو اسامہ عبد اللہ جو تمہیں اپنے ہمراہ لے کر آیا ہے اس کا والد اور میں کلاس فیلو تھے۔ ہر چند کہ لوگ اب یہاں سے چلے گئے ہیں، مگر انہوں نے اپنے اصلی وطن سے رشتہ نہیں توڑا۔ یہ لوگ گرمیوں کی چھٹیوں میں واپس آ جاتے ہیں۔ یہ علاقے پھر سے آباد ہو جاتے ہیں۔ میں یہاں پر امام مسجد بھی ہوں اور جمعہ کا خطبہ بھی دیتا ہوں۔ میرے پانچ بیٹے ہیں، الحمد للہ۔ میری کوئی بیٹی نہیں، مگر بیٹیاں تو گھر کی رونق ہوتی ہیں، میں نے اسے ٹوکا۔ کہنے لگا: ہاں، ہاں، آپ نے درست کہا، واقعی بیٹیوں کی اپنی مسرت اور رونق ہوتی ہے۔ اب میری پوتیاں ہیں، انہیں دیکھ دیکھ کر ہم خوش ہوتے ہیں۔ ہمارے پاس کئی ایک مزرعے ہیں جن میں فروٹ اور فصلیں کاشت کی جاتی ہیں۔ یہاں کا انار دنیا کا سب سے عمدہ انار ہے۔ دیگر اقسام کا فروٹ بھی پیدا ہوتا ہے۔ ابو مہدی فصیح عربی بول رہے تھے۔ عبد اللہ بن قعود کہنے لگے: ہم لوگ عربی زبان کو ابھی تک اس کی اصلی صورت میں سنبھالے ہوئے ہیں۔

گفتگو کا رخ پرانے دور کے سفری حالات کی طرف مڑ گیا۔ ابو مہدی کہنے لگے: زمانہ قدیم میں یہاں سے مکہ مکرمہ جانے کے لیے پانچ دن لگتے تھے۔ تین دن یہاں سے طائف تک اور دو دن طائف سے مکہ مکرمہ تک لگتے تھے۔ میرے ایک سوال کے جواب میں انہوں نے بتایا کہ زمانہ قدیم کے عرب بچوں کی تربیت پر بہت زیادہ زور دیتے تھے۔ انہیں مکہ مکرمہ سے باہر دودھ پلانے کی غرض سے اس لیے بھیجا جاتا تھا کہ وہ سمجھتے تھے کہ مکہ مکرمہ میں پوری دنیا سے ہر طرح کے لوگ آتے ہیں۔ مختلف علاقوں، قوموں اور نسلوں کے لوگ حج کے لیے آتے ہیں۔ اس لیے ان کی زبان میں وہ فصاحت و بلاغت نہیں

ہوتی جو بادیہ نشینوں میں ہوتی ہے، وہ بچوں کو بہادر اور قوی دیکھنا چاہتے تھے۔ مائیں اس دور میں بھی اپنے بچوں کو اپنے سے جدا نہیں کرنا چاہتی تھیں، مگر وہ شروع دن سے ذہنی طور پر اس بات کے لیے تیار اور آمادہ ہوتی تھیں کہ انہیں اپنے بچوں کو بہادر و شجاع اور فصیح و بلیغ انسان بنانا ہے۔ یہ بات یقینی ہے کہ مائیں دودھ پلانے والی عورتوں کے پاس خود بھی آتی جاتی ہوں گی اور اپنے بچوں کی خیریت دریافت کرتی ہوں گی۔

ابو مہدی نے مجھے تلقین کی کہ دوس قبیلے کے اصل سردار شیخ خزران بن خراج ہیں جو ریاض میں قیام پذیر ہیں۔ انہوں نے مجھے ان کا فون نمبر دیا اور کہا کہ میں ان سے ریاض میں ضرور ملوں۔ وہ مجھے دوس قبیلے کے بارے میں مزید معلومات دیں گے۔ (میں نے ان سے فون پر بات کر لی ہے۔ ان شاء اللہ عنقریب ان سے ملاقات ہو گی) ہم نے گھڑیوں کی طرف دیکھا، خاصا وقت گزر چکا تھا۔ مجھے برادر عبد الحسن نے اشارہ دے دیا تھا کہ دوپہر کا کھانا ہمیں ابو اسامہ عبد اللہ الزہرانی کے گھر پہ کھانا ہے وہاں کھانا ہمارے انتظار میں ہے۔ ہم نے اجازت چاہی تو ابو مہدی کا اصرار تھا کہ تم نے ہمارے پاس دوبارہ ضرور آنا ہے اور ہمارے ساتھ وقت گزارنا ہے۔ آج تم بغیر پیشگی اطلاع کے اچانک آئے ہو۔ آئندہ زیادہ وقت لے کر اور بتا کر آنا۔

میں تھوڑی دیر اس پر فضا مقام کو دیکھنے لگ گیا۔ میں نے کہا: عبد المالك! ان پندرہ صدیوں میں بے شمار چیزیں تبدیل ہو گئیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے دور میں نہ تو یہ سڑکیں تھیں، نہ بجلی تھی، نہ پختہ مکان تھے، مگر میں نے جبل العرین کی طرف دیکھا اور کہا: یہ پہاڑ تو اسی طرح اپنی جگہ موجود ہیں۔ آسمان تو وہی ہے، زمین بھی وہی ہے، علاقہ تو وہی ہے، یہ فضا تو وہی ہے، یہ تو نہیں بدلی۔ ایک ایسی بستی جہاں سے سیکڑوں صحابہ کرام اٹھے جنہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت حاصل کی تھی۔

ہم گاڑیوں میں بیٹھنے لگے تو ابو مہدی نے ایک ایک ساتھی کو گلے لگا کر اللہ تعالیٰ کہا اور بڑے پر تپاک طریقے سے رخصت کیا۔

اگلے پندرہ بیس منٹ میں ہم دوبارہ ”الحاجہ“ آچکے تھے۔ ایک بڑے ہی خوبصورت بنگلے کی طرف شیخ عبد اللہ

الدوس نے اشارہ کر کے کہا: شیخ مجاہد! یہ رہا میرا گھر! ہماری بستی کے لوگوں میں اب بھی بہت پیار و محبت اور رواداری ہے۔ ہم خود بخود یہاں اکٹھے ہو جاتے ہیں، ایک جگہ انہوں نے ایک بورڈ پر نام اور تاریخ لکھی ہوئی دکھائی۔ یہاں شادیوں کی تاریخ لکھی ہوتی ہے۔ لوگ جیسے ہی شادی کی تاریخ مقرر کرتے ہیں، یہاں لکھ دیتے ہیں تاکہ کوئی دوسرا اس تاریخ کو شادی نہ رکھے۔ شیخ عبد اللہ کا گھر بڑا ہی خوبصورت ہے۔ اسے قلعہ نما گھر کہہ سکتے ہیں۔ خاصی اونچی اور پرسکون جگہ پر واقع ہے۔ ہم نے گھر کے بڑے صحن میں گاڑیاں کھڑی کیں۔ چند منٹ کے اندر ہی انہوں نے ہمارے لیے کھانا لگوا دیا۔ میں نے دیکھا چار بڑے بڑے تھال تھے جن پر گوشت اور بھی ہوئی مرغیاں رکھی ہوئی تھیں۔ انہوں نے ہمارے اعزاز میں بکرا ذبح کر کے پکایا تھا۔ وہی عربوں کا روایتی انداز، مہمانوں کی عزت تو قیر اور ان کے سامنے گوشت رکھتے چلے جانا..... بلاشبہ کھانا بڑا ہی لذیذ، مزیدار اور وافر مقدار میں تھا۔ کھانے کے بعد پھل فروٹ بھی وافر مقدار میں تھے۔ ادھر میں بار بار گھڑی کی طرف دیکھ رہا تھا کہ برادر عبد الحسن نے بتایا: میری اہلیہ آپ لوگوں کے لیے دودھ والی چائے بنا کر انتظار کر رہی ہے۔ چائے آپ سب حضرات میرے گھر پہ پئیں گے۔ وقت کم تھا، مگر میں عموماً اتر لائن پر آخری مسافر ہونے کا چانس لیتا ہوں۔ ہم نے نمازیں ادا کیں۔ عبد الحسن کے گھر میں مزیدار چائے نوش کی۔ انہیں اپنی کتاب کا گفٹ پیش کیا اور خوشگوار یادیں لے کر ہم لوگ الباحہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ نوجبے رات میرا بیٹا عبد الغفار مجاہد ریاض ائرپورٹ پر میرا استقبال کر رہا تھا۔



///

شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید راشد ہزاروی کیلئے دعاءِ صحت

مرکزی جمعیت اہل حدیث کے بزرگ رہنما اور دارالحدیث اوکاڑہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرشید راشد ہزاروی مکی روز سے گھنٹوں میں درد کی وجہ سے صاحب فراش ہیں۔ اسی بنا پر وہ مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں شریک نہ ہو سکے۔ جملہ قارئین مولانا موصوف کی صحت کاملہ، عاجلہ و نافحہ کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور خصوصی دعا فرمائیں۔ جزاکم اللہ خیرا (ادارہ)

۱۶۷/۱، ۱۹۶، ارواء الغلیل: ۱۳۷/۱-۱۳۸،
المحلی لابن حزم: ۸۴/۲-۸۷

صاحبین امام ابو یوسف اور امام محمدؒ کی رائے

اسی حدیث، سح علی الجورین کی وجہ سے امام ابوحنیفہؒ کے دونوں شاگردوں، امام محمد اور قاضی ابو یوسف نے بھی اپنے استاد امام ابوحنیفہؒ سے اختلاف کرتے ہوئے موٹی جرابوں پر مسح کرنے کا جواز تسلیم کیا ہے۔ ہدایہ میں ہے:

((ولا يحوز المسح على الجوربين عند ابى حنيفة الا ان يكونا مجلدين او منعلين، وقالا يحوز اذا كانا ثخينين لا يشفان لما روى ان النبى عليه الصلاة والسلام مسح على جوربيه))
(الهداية فى شرح بداية المبتدى: ۳۵/۱)

”امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جرابوں پر مسح جائز نہیں۔ ہاں اگر وہ مجلد یا منعل ہوں تو جائز ہے اور صحابین (امام محمد اور ابو یوسف) نے کہا: جرابوں پر مسح جائز ہے اگر وہ موٹی ہوں، باریک نہ ہوں، اس لیے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپ نے جرابوں پر مسح کیا ہے۔“

علاوہ ازیں فقہ حنفی کی متعدد کتابوں میں امام صاحب کا اپنے مسلک سے رجوع کر کے اپنے دونوں شاگردوں کی رائے کو اختیار کر لینے کا ذکر ہے اور اس کی تفصیل یہ لکھی ہے کہ امام ابوحنیفہؒ وفات سے ۳۹ یا ۳۵ دن پہلے بیمار ہو گئے تو انہوں نے جرابوں پر مسح کیا اور مزاج پرسی کرنے والوں سے فرمایا:

((فعلت ما كنت امانع الناس عنه))

”آج میں نے وہ کام کیا ہے جس سے میں لوگوں کو منع کرتا تھا۔“

اس واقعے کو نقل کر کے فقہائے احناف لکھتے ہیں:

((فاستدلوا به على رجوعه))

”اس سے فقہاء نے یہ استدلال کیا ہے کہ امام صاحب نے اپنی رائے سے رجوع کر لیا تھا۔“

اتنا ہی نہیں بلکہ ہدایہ وغیرہ میں یہاں تک لکھا ہوا ہے:

((وعليه الفتوى))

”اور اب فتویٰ بھی اسی (رجوع والے مذہب) ہی پر ہے۔“ (الهداية: صفحہ مذکورہ: الجوهرة النيرة

شرح مختصر القدوری: ۶۹/۱)



جناب مولانا

حافظ صلاح الدین یوسف

موزوں اور جرابوں پر مسح

”حضرت انسؓ کا یہ اثر اس بات پر دلالت کرتا

ہے کہ ان کے نزدیک جرابوں پر نخلین (موزوں) کا اطلاق بھی صحیح ہے اور حضرت انسؓ اہل زبان میں سے ہیں (اس لیے ان کی بات معتبر ہے) اور اس سے مقصود ایسی چیز ہے جو پیروں کو ڈھانپ لے، قطع نظر اس کے کہ وہ کس چیز کی بنی ہوئی ہے؟ چڑے کی ہے یا اون کی یا اون کے علاوہ کسی اور چیز کی۔“

جرابوں پر مسح کرنے کی واضح روایت

علاوہ ازیں حضرت مغیرہ بن شعبہؓ ہی سے ایک روایت ترمذی میں موجود ہے جس میں نخلین کے ساتھ جرابوں پر بھی مسح کرنے کا ذکر ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

((توضاً النبى ﷺ ومسح على الجوربين والنخلين)) (جامع الترمذی: ۹۹)

”نبی ﷺ نے وضو فرمایا اور جرابوں اور (چڑے کے) موزوں (جو توں) پر مسح کیا۔“

امام ترمذیؒ نے بھی اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے اور ان کے علاوہ دیگر محققین حدیث نے بھی ان کی تائید کی ہے کیوں کہ حضرت مغیرہؓ کی یہ روایت صحیح بخاری میں بھی ہے لیکن ترمذی میں یہ روایت جرابوں پر مسح کرنے کے اضافے کے ساتھ ہے۔ اس اضافے کو بیان کرنے والا راوی ثقہ ہے اور ثقہ راوی کا اضافہ محدثین کے نزدیک بالاتفاق صحیح ہوتا ہے۔ چنانچہ ان مسلمہ اصولوں کی روشنی

میں علامہ احمد شاہ مصری، علامہ جمال الدین قاسمی، امام العصر شیش البانی، امام ابن دقیق العید وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم نے اس حدیث کو صحیح قرار دے کر نبی ﷺ سے موزوں کے ساتھ جرابوں پر بھی مسح کرنے کا اثبات کیا ہے اور حضرت مغیرہؓ کی بیان کردہ روایت کو مختلف مواقع پر محمول کیا ہے، یعنی یہ کسی ایک ہی وقت کا واقعہ نہیں بلکہ مختلف واقعات ہیں، کسی وقت آپ ﷺ نے موزوں پر اور کسی وقت جرابوں پر مسح فرمایا۔ (تفصیل کیلئے دیکھیں: تعلیقات احمد شاہ مصری علی جامع الترمذی:

احادیث میں موزوں اور جرابوں کے لئے نخلین، نخلین، جورب اور تسانخین کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اول الذکر دو الفاظ عام طور پر چڑے کے موزوں کے لئے اور ثانی الذکر الفاظ سوئی، اونی اور چڑے کی جرابوں کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ بلکہ اہل لغت کی صراحت کی رو سے ہر وہ چیز جورب ہے جسے لفافے کی طرح پاؤں میں پہن لیا جائے اور جس سے پاؤں ڈھک جائیں۔ اس تعریف کی رو سے جرابیں سوت کی بنی ہوئی ہوں یا نائیون کی، اون کی ہوں یا چڑے کی، سب پر جورب کا اطلاق صحیح ہے اور جرابوں پر مسح کرنا احادیث سے ثابت ہے، خود رسول اللہ ﷺ نے بھی نخلین پر مسح کیا ہے۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۲۰۶) اور اہل لغت نے نخلین کو بھی جوربین میں شامل کیا ہے۔

ہماری اس بات کی تائید حضرت انسؓ کے ایک اثر سے بھی ہوتی ہے جو صحیح سند سے مروی ہے، جس کی سند کو علامہ احمد شاہ مصریؒ نے ”جید“ قرار دیا ہے اور اس اثر کو ترمذی کے حاشیے پر نقل فرمایا ہے، وہ اثر یہ ہے:

ازرق بن قیس بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ کو دیکھا کہ وہ بے وضو ہو گئے تو انہوں نے وضو کیا، اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے اور اونی جرابوں پر مسح کیا، میں نے ان سے کہا: آپ ان جرابوں پر مسح کر رہے ہیں تو انہوں نے فرمایا:

((انهما خفان ولكنهما من صوف))

”یہ بھی موزے ہیں لیکن اون کے ہیں۔“

علامہ احمد شاہ مصریؒ یہ اثر نقل کر کے لکھتے ہیں:

((وهذا الاثر عن انس يدل على انه، وهو من

اهل اللغة، يرى ان الجوربين يطلق عليهما اسم

الخفين ايضا، وان المقصود من ذلك ما يستر

الرجلين، من غير نظر الى ما يصنع منه، جلدا او

صوفا او غير ذلك)) (جامع الترمذی (حاشیہ):

۱۶۹/۱۔ حدیث: ۹۹)

اور پہننے میں آدمی کو زحمت ہو، اس پر مسح کیا جاسکتا ہے، خواہ وہ اونٹنی جراب ہو یا سوتی، چڑے کا جوتا ہو یا کراچی کا، یا کوئی کپڑا ہی ہو جو پاؤں پر لپیٹ کر باندھ لیا گیا ہو۔ میرے نزدیک دراصل یہی معنی مسح علی الخفین وغیرہ کی حقیقی روح ہے اور اس روح کے اعتبار سے وہ تمام چیزیں یکساں ہیں جنہیں ان ضروریات کے لیے آدمی پہنے جن کی رعایت ملحوظ رکھ کر مسح کی اجازت دی گئی ہے۔“ (رسائل ومسائل: حصہ دوم، ص: ۱۵۷-۱۵۸ ملخصاً)

امام ابوحنیفہؒ کا طرز عمل اور فقہائے احناف کا جمود:
یہی وہ حقیقی روح تھی جو بیماری میں امام ابوحنیفہؒ کی سمجھ میں آگئی تھی اور انہوں نے اپنی رائے سے رجوع کر کے جرابوں پر مسح کر لیا، جس میں یہ وضاحت نہیں کہ وہ جرابیں کس قسم کی تھیں؟ ظاہر بات ہے وہ مجلدین یا متعلین نہیں جن کی وہ اس سے پہلے شرط لگایا کرتے تھے۔ مجلدین وہ موزے جن کے اوپر نیچے چڑھا ہو اور متعلین وہ موزے جن کا صرف نچلا حصہ چڑے کا ہو۔ علاوہ ازیں حنفی فقہ کی معتبر کتابوں (ہدایہ وغیرہ) میں یہ صراحت بھی ہے کہ فتویٰ امام صاحب کے آخری عمل پر ہے۔ اس کے باوجود فقہائے احناف اور موجودہ علمائے احناف کا جمود ناقابل فہم ہے جو جرابوں پر مسح کرنے کی اجازت نہیں دیتے اور امت مسلمہ کو ایسی سہولت سے محروم کر رکھا ہے جو اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے اور صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

علمائے احناف کا ناقابل فہم عذر

اگر وہ یہ کہیں کہ ہم امام صاحب کے رجوع کو اس لئے اہمیت نہیں دیتے کہ جرابوں پر مسح کرنے کی احادیث صحیح نہیں ہیں، صرف خفین پر مسح کرنے کی روایات صحیح ہیں۔ **اولاً:** ان کا یہ دعویٰ غیر صحیح اور ان کے عمومی طرز عمل کے خلاف ہے۔ اس لئے کہ ان کا عمومی طرز عمل تو یہ ہے کہ فقہ حنفی کے مسائل کو اہمیت دیتے ہوئے انہوں نے بے شمار صحیح احادیث کو مختلف حیلوں یا خانہ زاد اصولوں کی بنیاد پر ناقابل عمل اور مردود ٹھہرا رکھا ہے۔ بنا بریں ان کا حدیث کو اہمیت دینے کے دعوے کو کیوں صحیح سمجھا جاسکتا ہے۔ اس مسئلے کی حد تک یہ صرف ان کا فقہی جمود اور اکابر پرستی کی ریت ہے جو ان کے ہاں بڑی مستحکم ہے۔

(معارف السنن)

”جورب پیر کا لفافہ (اس کو ڈھانپنے والی چیز) ہے جو اُولن، یا روئی، یا بالوں سے بنائی جاتی ہے پیر کو گرم رکھنے کے لئے۔“

فعلین کی بھی یہی تعریف ہے یعنی وہ بھی لفافہ البرجل ہی ہے، فرق صرف یہ ہے کہ وہ چڑے کی بنی ہوئی ہوتی ہیں۔ اسی لئے ایک اور حنفی عالم مولانا مودودیؒ نے، جن کو اللہ نے اس مسئلے پر شرح صدر فرمایا، ہر قسم کی جرابوں پر مسح کرنے کا جواز تسلیم کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:

”سوتی اور اونٹنی جرابوں کے معاملے میں عموماً ہمارے فقہاء نے یہ شرط لگائی ہے کہ وہ موٹی ہوں اور شفاف نہ ہوں کہ ان کے نیچے سے پاؤں کی جلد نظر آئے اور کسی قسم کی بندش کے بغیر خود قائم رہ سکیں۔ میں نے اپنی امکانی حد تک یہ تلاش کرنے کی کوشش کی کہ ان شرائط کا ماخذ کیا ہے مگر سنت میں ایسی کوئی چیز نہ مل سکی۔ سنت سے جو کچھ ثابت ہے وہ یہ ہے کہ نبی ﷺ نے جرابوں اور جوتوں پر مسح فرمایا ہے..... (روایت لکھنے کے بعد لکھتے ہیں:) اس روایت میں کہیں یہ نہیں ملتا کہ نبی ﷺ نے فقہاء کی تجویز کردہ شرائط میں سے کوئی شرط بیان فرمائی ہو اور نہ ہی یہ ذکر کسی جگہ ملتا ہے کہ جن جرابوں پر حضور نے اور مذکورہ صحابہ کرام نے مسح کیا، کس قسم کی تھیں۔ اسی لئے میں کہنے پر مجبور ہوں کہ فقہاء کی عائد کردہ ان شرائط کا کوئی ماخذ نہیں اور فقہاء چونکہ شارع نہیں ہیں، اس لئے ان شرطوں پر اگر کوئی عمل نہ کرے تو وہ گناہ گار نہیں ہو سکتا۔

مسح علی الخفین پر غور کر کے میں نے جو کچھ سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ دراصل یہ تیمم کی طرح ایک سہولت ہے جو اہل ایمان کو ایسی حالتوں میں دی گئی ہے جب کہ وہ کسی صورت سے پاؤں ڈھکنے پر مجبور ہوں اور بار بار پاؤں دھونا ان کے لئے موجب نقصان یا وجہ مشقت ہو۔ اس رعایت کی بنا اس مفروضے پر نہیں کہ طہارت کے بعد موزے پہن لینے سے پاؤں نجاست سے محفوظ رہیں گے، بلکہ اس لیے ان کے دھونے کی ضرورت نہ رہے گی۔ بلکہ اس کی بنا اللہ کی رحمت ہے جو بندوں کو سہولت عطا کرنے کی مقتضی ہوئی۔ لہذا ہر وہ چیز جو سردی سے یا راستے کے گردوغبار سے بچنے کے لئے یا پاؤں کے کسی زخم کی حفاظت کے لئے آدمی پہنے اور جس کے بار بار اتارنے

امام ابوحنیفہؒ کا اپنی رائے سے رجوع کرنے کا ذکر امام ترمذیؒ نے بھی اپنی جامع ترمذی میں کیا ہے جو صوری محدث و محقق کے نسخہ ترمذی میں موجود ہے اور علامہ بنوری نے بھی اپنی شرح ”معارف السنن“ میں اس کو تسلیم کیا ہے۔ اس کے بعد تو فقہائے احناف کو جرابوں پر مسح کرنے سے انکار نہیں کرنا چاہئے کیوں کہ ان کے تینوں بڑے امام اس کے قائل ہیں اور فتویٰ بھی اسی رائے پر ہے۔ اس کے بعد انکار کیا جواز ہے؟

شخافت کا مسئلہ

باقی رہا مسئلہ شخافت، یعنی موٹی ہونے کا کہ صاحبین کے نزدیک یہ جواز تب ہے جب جرابیں موٹی ہوں، باریک نہ ہوں۔ یہ مسئلہ بھی شخافت کی اس تعریف سے حل ہو جاتا ہے جو خود فقہاء نے شخافت (موٹے ہونے) کی کی ہے:

((وهو ان يستمسك على الساق من غير ان يربط بشيء))

”تخنن (موٹی) سے مراد وہ جراب ہے جو پنڈلی پر کسی چیز کے ساتھ باندھنے کے بغیر ٹھہر جائے۔“

((والثخنين ما يستمسك بالقدم من غير رباط)) (معارف السنن: ۱/۳۴۶)

”موٹی جرابیں وہ ہیں جو پیر کے ساتھ بغیر کسی رسی (وغیرہ) کے باندھے، ٹھہر جائیں۔“

اس تعریف کی رُو سے ہر قسم کی جراب، چاہے وہ اونٹنی ہو یا سوتی یا نایلون کی، موٹی ہو یا پتلی، ہر جراب پاؤں اور پنڈلیوں پر خود بہ خود ٹھہر جاتی ہے، اسے کسی چیز سے باندھنا نہیں پڑتا۔

اس مسلمہ تعریف کے بعد موٹی اور پتلی کی بحث کا بھی کوئی جواز نہیں رہتا، ہر قسم کی جراب پر جو قدم کو ڈھانکے اور جلد نظر نہ آئے، مسح کا جواز ثابت ہو جاتا ہے۔ احادیث میں تو پہلے ہی اس شرط اور تفریق کا کوئی اشارہ نہیں ملتا۔ ان میں تو مطلق جو ربین (جرابوں) کا ذکر ہے جس میں موٹی اور پتلی ہر قسم کی جراب شامل ہے۔ بلکہ جورب (جراب) کی تعریف سے بھی یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے:

((والجورب: لفافة الرجل يتخذ من غزل صوف او قطن او شعر لاستدفاء القدم))

چھوڑ دیں فرقہ پرستی کو خدا کے واسطے
قوم اب ساری چلے توحید کے پرچم تلے
(جاوید احمد عبداللہ)

بیاں میں فکرت توحید آ تو سکتا ہے
ترے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہنے
(علامہ اقبالؒ)

جواب دیا کہ تو اللہ کا شریک بنائے حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے؟ پوچھا گیا: پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:
”تو اپنے بیٹے کو اس ڈر سے قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھانا کھائے گا۔“

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِنَّهُمْ﴾ (الانعام: ۱۵۱)

”اور اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو، ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی دیں گے۔“

افلاس سے معاشرے پر بھی بہت سارے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں، اس سے دلوں میں بغض اور کینہ پروان چڑھتا ہے اور اپنے مستقبل سے یابوس غریب آدمی معاشرے سے انتقام لینا چاہتا ہے۔ یہیں سے اہل علم، اہل دانش اور اہل ثروت لوگوں پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ سچے جذبے کے ساتھ غربت کے علاج کے لیے اپنا کردار ادا کریں اور اس کے لیے اللہ سے اجر کی امید رکھیں۔ معاشرے کو غربت کے منفی اثرات سے بچائیں۔ غریبوں کے لیے کام کے مواقع پیدا کریں۔ اپنے اداروں اور کمپنیوں میں ان کے لیے جگہ پیدا کریں، ان کی صلاحیت و استعداد میں بڑھوتری کے لیے اپنا کردار ادا کریں اور ان کی راہ میں حائل مشکلات دور کریں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن و سنت پر عمل کی توفیق دے۔ آمین!



انظہار غریب

جماعتی کارکن رانا محمد یاسر کی والدہ محترمہ 10 مئی کی شام کو وفات پا گئیں۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی نماز جنازہ اگلے دن مقامی قبرستان میں مولانا عطاء اللہ نے پڑھائی۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی بشری اغوشوں کو معاف فرما کر جنت الفردوس اور جملہ اوتھین کو بر جلیل عطا فرمائے۔ آمین! دعا گو: ابوسفیان بھٹ مانا نوالہ (شیخوپورہ)

مسح کے وقت کی ابتداء

موزوں پر مسح کی مدت کا آغاز وضو کرنے کے بعد سے نہیں ہوگا بلکہ اس وقت سے ہوگا جب وہ بے وضو ہونے کے بعد پہلی مرتبہ مسح کرے گا مثلاً نماز فجر کے وقت وضو کر کے جرائیں پہنیں، پھر گھٹنے دو گھٹنے کے بعد بے وضو ہو گیا لیکن اس نے ظہر کے لئے وضو کیا اور جرائوں پر مسح کر لیا تو اس مسح سے مسح کی مدت کا آغاز ہوگا اور اگلے دن کی ظہر تک مقیم کے لئے مسح کرنا جائز ہوگا۔ اس طرح گویا وہ چھ نمازوں کے لئے مسح کر سکے گا۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں فتاویٰ اسلامیہ: ۳۱۶/۱-۳۱۷)

ایک دوسری رائے یہ ہے کہ مسح کی ابتدا پہلی مرتبہ وضو کر کے جرائیں پہننے کے وقت سے ہوگی، اس طرح صرف پانچ نمازوں کے لئے مسح کرنا جائز ہوگا یعنی ایک دن اور ایک رات۔ احتیاط اسی دوسری رائے میں ہے۔ (واللہ اعلم)



افلاس اور الماری

ہوئی غربت کی اصل وجوہات میں افراکش کا نہ ہونا، قرضوں کی بہتات، امت اسلامیہ کا سود میں ڈوب جانا اور علمی اور مادی ترقی کے اسباب اپنانے میں کوتاہی برتنا وغیرہ شامل ہیں۔

افلاس کے بہت سارے منفی اثرات ہیں بالخصوص ایسے وقت میں کہ جب ایمان کمزور ہو یا سرے سے معدوم ہو۔ بے حیائی، چوری، رشوت، حرام خوری اور خاندانی جھگڑوں جیسی دیگر بہت ساری برائیوں کے پیچھے دراصل افلاس بنیادی سبب ہے۔

اللہ کے پیغمبر ﷺ سے پوچھا گیا کہ اللہ کے نزدیک کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ ﷺ نے

ثانیاً: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو، جو جرائوں پر مسح کرنے کی دلیل ہے اور سنداً بالکل صحیح ہے، اپنے خود ساختہ اصولوں کی بنیاد پر ضعیف یا قرآن کے خلاف ہونے پر ظنی اور خبر واحد کہہ کر رد کر دینا، جیسا کہ مولانا بنوری نے کیا ہے، یہ ان کا وہی وطیرہ ہے جو متعدد احادیث کے بارے میں انہوں نے اختیار کر رکھا ہے۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے اور وہ قرآن کے خلاف نہیں بلکہ قرآنی حکم ”غسل رجلین“ کی تخصیص یا مفسر ہے جس سے قرآن کے ایک حکم کی تخصیص یا تفسیر ہوتی ہے کہ اگر طہارت کی حالت میں موزے یا جرائیں پہنی گئی ہوں تو ان پر مسح کرنا جائز ہے، اس حالت میں پاؤں دھونے کی ضرورت نہیں، مقیم کو ایک دن، ایک رات اور مسافر کو تین دن، تین راتیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل:

امام خطابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تیرہ (۱۳) صحابہ سے جرائوں پر مسح کرنا ثابت ہے اور کسی صحابی سے ان کی مخالفت ثابت نہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ بھی اس کے جواز کے قائل ہیں اور ان کی بنیاد یہی صحابہ کا عمل اور صریح قیاس ہے کیوں کہ موزوں اور جرائوں کے درمیان کوئی ایسا مؤثر فرق نہیں جس کی بنا پر ان کے درمیان حکم میں کوئی فرق کرنا صحیح ہو۔

مذکورہ احادیث، آثار صحابہ، اہل لغت کی صراحت اور قیاس صریح سے واضح ہے کہ جرائوں اور موزوں پر مسح کرنا جائز ہے، چاہے وہ چمڑے کے ہوں یا اون کے، سوتی ہوں یا نائیون کے، موٹے ہوں یا پتلے۔ ہر قسم کی جرائوں پر مسح کیا جاسکتا ہے، ان کے درمیان فرق کرنا صحیح نہیں، بہ شرطیکہ جرائیں پہنتے وقت انسان با وضو ہو۔

مسح کرنے کی مدت

وضو کی حالت میں پہنی ہوئی جرائوں پر مقیم آدمی ایک رات اور ایک دن جبکہ مسافر تین دن اور تین راتیں مسح کر سکتا ہے، البتہ احتلام اور جنابت کی صورت میں یہ رخصت ختم ہو جائے گی کیوں کہ ان صورتوں میں غسل واجب ہو جاتا ہے، البتہ قضائے حاجت سے یہ رخصت ختم نہیں ہوگی بلکہ برقرار رہے گی اور مذکورہ مدت کے اندر مقیم اور مسافر پیر دھونے کی بجائے جرائوں پر مسح کر سکتے ہیں۔ (صحیح مسلم: ۲۷۶، صحیح بخاری: ۵۷۸۸)

حسن خاتمہ کی علامات

شیخ ڈاکٹر عبداللہ بن محمد المطلق

مترجم

جناب مولانا خورشید احمد

خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے، وہ خوش ہوتے ہیں اللہ کی نعمت اور فضل سے اور اس سے بھی کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے اجر کو بڑا نہیں کرتا۔“
③ غزوہ کرتے ہوئے یا حج میں احرام کی حالت میں مرنا: نبی ﷺ نے فرمایا:

”جو اللہ کے راستہ میں قتل کیا گیا وہ شہید ہے اور جو اللہ کے راستہ میں مر گیا وہ بھی شہید ہے۔“ (صحیح مسلم و مسند احمد)

نیز رسول اللہ ﷺ نے اس حُرْم کے بارے میں فرمایا جسے اس کی آفتی نے گرا کر مار ڈالا تھا:

”اسے پانی اور پیری کے پتے سے غسل دو اور اس کے دونوں کپڑوں ہی میں کفن دو اور اس کے سر کو نہ ڈھکو، کیونکہ قیامت کے دن وہ تلبیہ پکارتا ہوا اٹھے گا۔“ (صحیح مسلم)

④ مرنے والے کا آخری عمل اللہ کی اطاعت ہو:

حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اللہ کی رضا مندی چاہتے ہوئے لا الہ الا اللہ کہا اور اسی پر اس کا خاتمہ ہوا تو وہ جنت میں داخل ہوا اور جس نے اللہ کی رضا مندی چاہتے ہوئے کسی دن روزہ رکھا اور اسی پر اس کا خاتمہ ہوا تو وہ جنت میں داخل ہوا اور جس نے اللہ کی رضا مندی چاہتے ہوئے کوئی صدقہ کیا اور اسی پر اس کا خاتمہ ہوا تو وہ جنت میں داخل ہوا۔“ (مسند احمد)

⑤ ضروریات خمسہ کے دفاع میں مرنا:

ضروریات خمسہ یعنی دین، نفس، مال، آبرو اور عقل کے دفاع میں مرنا جن کی خود شریعت اسلامیہ نے حفاظت کی ہے یہ بھی حسن خاتمہ کی ایک علامت ہے۔

چنانچہ حضرت سعید بن زیدؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اپنے مال کی حفاظت میں قتل ہوا وہ شہید ہے، جو اپنے اہل کی حفاظت میں قتل ہوا وہ شہید ہے، جو اپنے دین کی حفاظت میں قتل ہوا وہ شہید ہے اور جو اپنی جان کی حفاظت میں قتل ہوا وہ شہید ہے۔ (سنن ابن داؤد و سنن ترمذی)

⑥ کسی وبائی مرض میں صبر کرتے ہوئے اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے مرنا:

نبی ﷺ نے بعض وبائی بیماریوں کی وضاحت

لہذا تقویٰ اور عبادت کا حکم موت آنے تک برقرار رہے تا کہ بندہ حسن خاتمہ کی سعادت سے بہرہ مند ہو۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ بعض لوگ اپنی زندگی کا ایک لمبا عرصہ فرمانبرداری کرتے اور گناہوں سے دور رہتے ہیں لیکن وفات سے کچھ پہلے گناہ اور محصیت میں مبتلا ہو جاتے ہیں جو ان کے برے خاتمے کا سبب بن جاتا ہے۔ اللہ برے انجام سے محفوظ رکھے۔ آمین!

نبی اکرم ﷺ نے ان بشارتوں کو واضح فرمادیا جو اچھے خاتمہ پر دلالت کرتی ہیں۔ بندے کی وفات جب ان میں سے کسی حالت پر ہو تو وہ ایک نیک فال اور بہترین خوشخبری ہوگی۔

① مرتے وقت بندے کا کلمہ توحید پڑھنا۔

معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جس کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔“ (اسے ابوداؤد اور حاکم نے روایت کیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

② اللہ کے کلمہ کی سربلندی کیلئے شہادت کی موت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ۝ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةِ اللَّهِ وَفَضْلٍ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ﴾

(آل عمران: ۱۶۹-۱۷۱)

”جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کئے گئے ہیں ان کو ہرگز مردہ نہ سمجھیں، بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزیاں دیئے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل جو انہیں دے رکھا ہے اس سے بہت خوش ہیں اور خوشیاں منا رہے ہیں ان لوگوں کی بابت جواب تک ان سے نہیں ملے ان کے پیچھے، اس پر کہ انہیں نہ کوئی

جس شخص نے دنیا و آخرت میں فائدہ دینے والے امور کیلئے عمر کا صحیح استعمال کیا تو اپنی تجارت میں کامیاب ہے اور اگر اس نے عمر کو محصیت اور برے کاموں میں استعمال کیا اور اسی برے خاتمہ پر اس نے قیامت کے دن اللہ سے ملاقات کی تو وہ خائب و خاسر ہے۔ کتنی حسرتیں زمین کے نیچے دفن ہو گئیں، عقلمند وہی شخص ہے جو اللہ کے محاسبہ کرنے سے پہلے اپنے آپ کا محاسبہ کر لے۔ قبل اس کے کہ اس کے گناہ اس کی ہلاکت و بربادی کا سبب بنیں وہ اپنے گناہوں سے ڈر جائے۔ ابن مسعودؓ نے فرمایا: ”مومن اپنے گناہوں کو ایسا سمجھتا ہے گویا کہ وہ کسی پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہو اور ڈر رہا ہو کہ وہ اس پر ٹوٹ پڑے۔“ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

کتنے لوگ ایسے ہیں جو کسی صغیرہ گناہ پر مصر رہے یہاں تک کہ وہ اس سے مانوس ہو گئے اور وہ گناہ ان پر آسان ہو گیا۔ کبھی بھی یہ نہیں سوچا کہ جس کی نافرمانی کر رہے ہیں وہ ذات کتنی عظیم ہے، نتیجہ یہ ہوا کہ یہی گناہ ان کے سوء خاتمہ کا سبب بنا۔ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ تم لوگ بہت سے ایسے کام کرتے ہو جو تمہاری نگاہ میں بال سے زیادہ ہلکے ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہم ان کو ہلاک کر دینے والے گناہ شمار کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں تمام مومنوں کو حسن خاتمہ کی اہمیت کی طرف متوجہ کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ (آل عمران: ۱۰۲)

”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو جتنا اس سے ڈرنا چاہیے اور دیکھو! مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا۔“

اور فرمایا:

﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ﴾ (الحج: ۹۹)

”اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہو یہاں تک کہ تم کو موت آجائے۔“

فرمائی ہے جن میں چند درج ذیل ہیں:

الف: طاعون: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”طاعون کی بیماری میں مرنا ہر مسلمان کیلئے شہادت ہے۔“ (صحیح بخاری و مسند احمد)

ب: سل: حضرت راشد بن حبیشؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان کا قتل ہو جانا شہادت ہے، طاعون کی بیماری میں مرنا شہادت ہے، عورت کا زچگی کی حالت میں مرجانا شہادت اور سل کی بیماری میں مرنا شہادت ہے۔“ (مسند احمد)

ج: پیٹ کی بیماری: ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پیٹ کی بیماری سے مرنے والا شہید ہے۔“ (صحیح مسلم)

د: عورت کا بچے کی وجہ سے نفاس کی حالت میں مرنا: عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو عورت زچگی کی حالت میں بچہ کی وجہ سے مر جائے وہ شہید ہے اس کا بچہ اپنے ناف کے ذریعہ اسے جنت میں لے جائے گا۔“ (مسند احمد)

ه: ڈوب کر، جل کر اور دب کر مرنا:

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”شہداء پانچ ہیں: طاعون کی بیماری سے مرنے والا، پیٹ کی بیماری سے مرنے والا، ڈوب کر مرنے والا اور اللہ کے راستے میں شہادت پانے والا۔“ (سنن ترمذی و صحیح مسلم)

☆ جابر بن عتیکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ کے راستے میں شہید ہونے والے کے علاوہ شہید کی سات قسمیں ہیں: طاعون کی بیماری میں مرنے والا شہید ہے، ڈوب کر مرنے والا شہید ہے، ذات الجذب کی بیماری میں مرنے والا شہید ہے، جل کر مرنے والا شہید ہے، دب کر مرنے والا شہید ہے اور حالت زچگی میں مرنے والی عورت شہید ہے۔“ اسے امام احمد، ابوداؤد، نسائی اور حاکم نے روایت کیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح الاسناد بتایا ہے اور ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔

۱) جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن مرنا:

عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ

نے فرمایا: ”جس مسلمان کی موت جمعہ کی رات میں ہو، اللہ تعالیٰ اس کو قبر کے عذاب سے بچالے گا۔“ (مسند احمد و سنن ترمذی)

۱۵) موت کے وقت پیشانی کا عرق ریز ہونا:

حضرت بریدہؓ حسیبؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”موت کے وقت مومن کی پیشانی عرق ریز ہوتی ہے۔“ (سنن ترمذی و سنن نسائی)

حسن خاتمہ کے اسباب و وسائل

آخر میں ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ان وسائل کا مختصر ذکر کر دیں جن کو اللہ نے حسن خاتمہ کا سبب قرار دیا ہے:

الف: ظاہر و پوشیدہ ہر حال میں اللہ سے ڈرنا اور نبی ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کو مضبوطی سے پکڑنا کہ یہی نجات و کامیابی کی راہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”اے ایمان والو! اللہ سے اتنا ڈرو جتنا اس سے ڈرنا چاہیے اور دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا۔“ (آل عمران ۱۰۲)

اور یہ کہ بندہ گناہوں سے انتہائی دور رہے، کیونکہ کبیرہ گناہ ہلاک کر دینے والے ہیں اور صغیرہ گناہ پر اصرار و مداومت انہیں کبیرہ بنا دیتی ہے۔ چھوٹے چھوٹے صغیرہ گناہ اگر زیادہ ہو جائیں اور ان سے توبہ و استغفار نہ کیا جائے تو ان سے دل زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بچتے رہو ان کی مثال اس قوم کی ہے جنہوں نے کسی وادی میں پڑاؤ ڈالا، تو ایک شخص ایک تنکا لایا اور دوسرا شخص دوسرا تنکا، یہاں تک کہ انہوں نے اپنی روٹی پکالی اور چھوٹے چھوٹے گناہوں پر اگر بندے کا مواخذہ ہو جائے تو یہ اسے ہلاک کر دیں گے۔“ (مسند احمد)

ب۔ اللہ کے ذکر پر مداومت: جو شخص اللہ کے ذکر پر مداومت کرے اور اپنے سارے اعمال اللہ کے ذکر پر ختم کرے اور دنیا میں اس کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو تو اسے نبی کریم ﷺ کی یہ بشارت حاصل ہو جائے گی:

”جس کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔“ (اس حدیث کو ابوداؤد اور حاکم نے روایت کیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ذہبی نے حاکم کی تصحیح کی تائید کی ہے)

سعید بن منصور سے روایت ہے، وہ حسنؓ سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نبی ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ سب سے افضل عمل کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: جب تمہاری موت آئے تو تمہاری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو۔“

اے اللہ! ہمارا بہترین عمل آخری عمل بنا اور بہترین دن تیری ملاقات کا دن ہو اور ہمیں اپنے انعام یافتہ بندوں کے ساتھ اپنی جنت اور جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین!



بقیہ

الحاج صوفی احمد دین

بتائے ہوئے مسائل پر آنکھیں بند کر کے عمل کرتے۔ کسی کو بھی کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو جامعہ سے رجوع کرنے کو کہتے۔

یونیورسٹی کے قیام میں جراتمندانہ کردار:

جامعہ سلفیہ نے اپنے مستقبل کے منصوبوں میں ایک اعلیٰ تعلیمی یونیورسٹی کے قیام کا پروگرام بنایا۔ اس کے لیے زمین کا حصول اولین ذمہ داری تھی۔ جس کے لیے صوفی صاحب نے بڑی بھاگ دوڑ کی۔ حاجی محمد سعید شاہین پاور لومز والوں کے تعاون سے شیخوپورہ روڈ پر تقریباً دس ایکڑ زمین حاصل کرنے میں کامیابی ہوئی۔ رقم کی ادائیگی میں بعض مشکلات تھیں جس میں صوفی صاحب نے مرکزی کردار ادا کیا۔ بڑی جرأت اور فراخ دلی سے یہ زمین اسلاک یونیورسٹی ٹرسٹ کے نام کرادی۔

جامعہ سلفیہ کی مسجد اور دیگر تعمیرات کے لیے دلچسپی:

جامعہ سلفیہ کی پرانی عمارت جب بوسیدہ ہوئی اور پتھریں گرنے لگیں تو ان کی جگہ نئی تعمیر کا پروگرام بنایا۔ اس ضمن میں ان کا اخلاقی تعاون جامعہ کو حاصل ہوا۔ اسی طرح مسجد کی تعمیر نو کے موقع پر بھی آپ نے پوری دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔ سنگ بنیاد کی تقریب میں بنفس نفیس شریک ہوئے۔ جب امیر محترم پروفیسر ساجد میر صاحب نے افتتاحی خطبہ ارشاد فرمایا تو سب سے پہلے جامعہ میں تشریف لائے۔

صوفی احمد دین مرحوم اپنی ذات میں انجمن تھے۔ بہت ہی سادہ شریف انفس تھے۔ خیر خواہی اور ہمدردی کا مظاہرہ فرماتے۔ معمولی کام کے لیے بھی خود ساتھ چل کر جاتے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی دین کے لیے جہد قبول فرمائے، تمام خطاؤں کو معاف فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

الحاج صوفی احمد دین

تحریر
جناب پروفیسر
محمد یسین ظفر

کھانے پر اپنے تمام عزیز واقارب کو جمع کر لیتے اور انہیں وعظ و نصیحت کراتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ صوفی صاحب کے بیٹے بیٹیاں، بہوئیں اور داماد سب صوم و صلوة کے پابند ہیں۔ یہ صوفی صاحب کی خصوصی توجہ کا نتیجہ ہے جو یقیناً آپ کے لیے بہترین صدقہ جاریہ ہیں۔

صوفی صاحب کے اہل خانہ بھی ان کی وجہ سے دین سے خاص شغف رکھتے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ انہیں صحت و عافیت کے ساتھ زندگی عطا فرمائے۔ امین) گھر میں خواتین کے لیے تبلیغی پروگرام منعقد ہوتے جس میں خواتین مبلغات کو دعوت دی جاتی اور اپنی تمام بچیوں کو قرآن حکیم کا ترجمہ پڑھوایا۔

صوفی صاحب مرحوم علماء کے درس یا خطبات بڑے غور سے سنتے تھے۔ اہم چیزیں زبانی یاد کر لیتے تھے۔ پھر اس کا ذکر ہر جگہ کرتے تھے۔ لوگوں کو سناتے اور اسکی اہمیت سے آگاہ کرتے۔ آپ نے بڑا نرم مزاج پایا تھا۔ سخت بات کو پسند نہ کرتے تھے۔ لوگوں کو دین کی طرف لاتے۔ مسجد میں آنے کی دعوت دیتے۔ حسب حال وعظ کے لیے علماء کو مشورہ دیتے۔ اکثر کہا کرتے کہ خوش خبریاں سنائیں، بشارتیں دیں اور دین کی آسانیاں بیان کریں تاکہ لوگ دین کے قریب آئیں۔ اختلافی مسائل سے اجتناب کرنے کی تلقین کرتے تھے۔ فضائل اعمال پر درس کو پسند کرتے تھے۔

صوفی صاحب بہت دور اندیش تھے۔ انہیں یہ بات بخوبی معلوم ہوتی تھی کہ کون سی بات کب اور کہاں کرنی ہے۔ علماء کی بہترین تقاریر پر مشتمل کیٹشیں حاصل کرتے اور اپنے ملنے والے خاندانوں میں تقسیم کرتے تھے۔ خاص کر خواتین کو تلقین کرتے کہ وہ گھر میں یہ سنیں اسکا نتیجہ یہ کہ بہت سی خواتین دین کے قریب ہوئیں۔ ان کے عقائد ٹھیک ہوئے۔ مجھے یاد ہے کہ حاجی بشیر احمد مرحوم ستارہ والے ایک دفعہ فرمانے لگے کہ صوفی تو باز آجا کیونکہ کیٹشیں تقسیم کر کے ہمارے گھروں میں دین داری پیدا کر دی ہے۔

صوفی صاحب روحانیت پر یقین رکھتے تھے۔ لہذا بیماری یا کسی بھی مشکل میں وہ اہل اللہ کی طرف رجوع کرتے۔ ان میں مولانا معین الدین لکھوی اور مولانا محمد یحییٰ شریقوری شامل ہیں۔ اوکاڑہ مولانا معین الدین لکھوی

کے چلے جانے کے بعد ناظم دفتر کی ذمہ داری ادا کرنے لگا تو براہ راست صوفی احمد دین صاحب سے رابطہ ہوا۔ ٹیلی فون پر بات ہوتی یا گول کلاتھ میں انصاف ٹیکسٹائل ملز کے دفتر میں بالمشافہ ملاقات ہوتی تھی۔ جامعہ کے امور میں مشاورت کے ساتھ جامعہ سلفیہ کمیٹی کے اجلاس منعقد کرنے پر بات ہوتی یا میاں فضل حق مرحوم کی آمد پر ان کے ہمراہ صوفی صاحب کے ہاں جانا ہوتا۔ اس طرح ان کے مزاج سے گہری آشنائی اور شخصیت سے بے حد متاثر ہوا۔ آپ کمال شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے پورے احترام سے پیش آتے۔ معاملات کو پوری توجہ سے سنتے اور انہیں حل کرنے میں مدد کرتے تھے۔ خود چل کر جاتے جس سے ان کی دینی امور میں دلچسپی کا احساس ہوتا تھا۔

صوفی صاحب بہت جہاندیدہ تھے۔ حالات سے ہمیشہ باخبر ہوتے تھے۔ لیکن انکساری کا یہ عالم ہوتا کہ کبھی بھی دوسروں پر فوقیت ظاہر نہ کرتے۔ خاص کر علماء کرام کا بے حد احترام کرتے ان کی خدمت کو سعادت سمجھتے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام قابل ذکر علماء کے نیاز مند تھے۔ ان میں سے کوئی بھی فیصل آباد آتا تو اسے اپنے گھر لے آتے۔ ان میں مولانا معین الدین لکھوی، مولانا عبدالخالق رحمانی، مولانا عبدالقادر روپڑی، مولانا حافظ محمد یحییٰ میر محمدی، مولانا محمد یحییٰ شریقوری، مولانا محمد حسین شیخوپوری، مولانا محمد یحییٰ حافظ آبادی، مولانا سید حبیب الرحمن شاہ بخاری، مولانا عبدالعزیز حنیف، مولانا عبداللہ ہزاروی، مولانا محمد ابراہیم کبیر پوری قابل ذکر ہیں۔ ان کی شایان شان مہمان نوازی کرتے اور دعائیں لیتے تھے۔ مولانا محمد یحییٰ شریقوری کے ساتھ تو برادرانہ تعلقات تھے۔ ان کے ہاں چلے جاتے اور پورا دن قیام کرتے۔ وہ ان کی نیکی للہیت اور زہد تقویٰ سے بے حد متاثر تھے۔ اپنے بچوں کے لیے دعائیں کرواتے تھے۔ یہ تعلق محض دین کی وجہ سے تھا۔ یہاں کوئی دنیاوی غرض نہ تھی۔ بلکہ ایسا ہوتا کہ رات کے

درمیانہ قد، گول چہرہ، کھلی پیشانی، سفید رنگت، چمکتی آنکھیں، شرم و حیا کے پیکر، شرافت و نجابت کا مجسمہ یہ ہیں ہمارے مدوح جناب الحاج صوفی احمد دین رحمہ اللہ۔ جو 18 اپریل 2014 بروز جمعہ المبارک زندگی کی 81 بہاریں دیکھ کر دار بقاء کی طرف سدھار گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اسی دن بعد نماز عصر بڑے قبرستان فیصل آباد میں سپرد خاک کر دیئے گئے۔ اللھم اغفر لہ وارضہ۔

صوفی احمد دین انتہائی منکسر المزاج اور کریم النفس تھے۔ تمام اخلاق حمیدہ سے متصف، مہمان نواز، ہمدرد، خیر خواہ اور بہت مہربان تھے۔ کوئی اجنبی بھی آپ سے ملتا تو اس سے وہی سلوک کرتے۔ جو قریبی واقف کار یا عزیز سے کیا کرتے تھے۔ یہی بات ہے کہ لوگ دور دارز سے بلا تکلف آپ کے پاس اپنی حاجات لیکر پیش ہوتے۔ کمال یہ ہے کہ کبھی بھی کوئی خالی ہاتھ نہ لوٹتا۔ اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت تھی کہ ہر آنے والے کی بات غور سے سنتے اور بہترین رہنمائی دیتے۔ اگر زیادہ نہیں تو آنے جانے کا خرچہ ضرور اس کی جیب میں ڈال دیتے۔

صوفی احمد دین مرحوم کو پہلی مرتبہ 1974 میں میاں فضل حق مرحوم کے ہمراہ جامعہ سلفیہ میں دیکھا۔ اس وقت ان کی داڑھی کے آدھے سے زیادہ بال کالے تھے۔ مولانا عبید الرحمن مدنی مرحوم مدیر التعليم کے دفتر میں تھوڑی دیر ٹھہرے، اس کے بعد جامعہ کا چکر لگایا اور چلے گئے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ میاں صاحب مرحوم کے ہمراہ آنے والے صوفی احمد دین صاحب ہیں جو کہ جامعہ سلفیہ کے ناظم مالیات ہیں۔ اس کے بعد بھی گاہے بگاہے انہیں دیکھتا رہا۔ بسا اوقات سر پر براؤن کلر کی جناح کیپ پہنتے تھے تو بالکل کسی بڑے خان صاحب کا گمان ہوتا تھا۔

آپ بہت سنجیدہ مگر ہر معاملے میں باخبر نظر آتے تھے۔ 1977 میں فراغت کے بعد جامعہ سلفیہ میں تدریسی کام کا آغاز کیا۔ خصوصاً مولانا ابو حفص عثمانی مرحوم

کے ہاں بہت آنا جانا تھا۔ وہ بھی فیصل آباد آتے تو حاجی غلام محمد صاحب مرحوم کے ہاں قیام فرماتے لیکن کچھ وقت کے لیے صوفی صاحب کے ہاں بھی تشریف لاتے۔ میاں فضل حق تشریف لاتے رات کا قیام ہوتا تو صبح کی نماز کے بعد ذکر کرتے اور پانی پر دم کر کے دیتے تھے۔

صوفی صاحب بڑے لوگوں کے ساتھ تعلقات بنانے اور بھانے کا فن بخوبی جانتے تھے۔ لہذا فیصل آباد میں تعینات افسران اور جج حضرات کے ساتھ خوب یاد اللہ ہوتی تھی۔ وہ بھی صوفی صاحب کی نیکی اور سادگی سے متاثر ہوتے تھے اور دل سے ان کا احترام کرتے تھے۔ لوگوں کے کام کے سلسلے میں ان کی مدد لیتے تھے اور افسران بھی اگر کسی کی مدد کرنا چاہتے تھے۔ تو صوفی صاحب کی طرف بھیج دیتے تھے۔ بارہا ایسا دیکھا اور یہ باہمی احترام اور تعلقات کا رشتہ ان افسران کے تبادلے کے بعد بھی جاری رہتا۔ ان میں عباس صاحب جو فیصل آباد میں ڈپٹی کمشنر تھے۔ بعد میں ساہیوال چلے گئے۔ لیکن باہمی تحائف کا تبادلہ جاری رہا۔ یہ سرگودھا میں کمشنر تھے۔ جب انہیں قتل کر دیا گیا۔

صوفی صاحب معاملہ فہم تھے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ اپنے کاروباری اختلافی معاملات میں فیصلہ ان کے پاس لے آتے۔ طرفین کی بات سن کر نہایت متوازن فیصلہ کرتے۔ دونوں فریقوں کو قائل کرتے۔ بسا اوقات خود ذمہ داری اٹھالیتے تاکہ جھگڑے کی بجائے صلح ہو جائے۔ معاملے کی تہہ کو پہنچ جاتے۔ لیکن دوسروں کی عزت اور احترام میں راز افشانہ کرتے اور فریق جانی کو مطمئن کر دیتے۔

صبر تحمل تو آپ کے مزاج کا نہ جدا ہونے والا حصہ تھا۔ بعض دفعہ سخت بات بھی ہو جاتی تو برداشت کر لیتے اور معاملہ کو رفع دفع کر دیتے۔ سنت کے مطابق جگہ تبدیل کر لیتے، پانی پی لیتے یا دوسروں کی ناراضگی اور غصے کو ٹھنڈا کرنے کے لیے پانی پلاتے۔ ایک دفعہ معروف صنعتکار کے ہمراہ لاہور جاتے ہوئے ان کی ٹیکسائل ملز میں رکے۔ اتفاق سے مل مالک کی نظریکٹری کے فرش پر گئی۔ جو اکڑی ہوئی تھی۔ وہ آپ سے باہر ہو گئے۔ غصے میں ان کے ہاتھ اور ہونٹ کاپنے لگے اور ملازمین کو بر بھلا کہنے لگے۔ ہم پریشان ہو گئے لیکن صوفی صاحب انہیں یہ کہہ کر دفتر لے آئے کہ وہاں بیٹھ کر ان کی باز پرس کرتے

ہیں۔ انہیں کرسی پر بٹھایا۔ ٹھنڈا پانی پیش کیا۔ اس طرح ان کا غصہ جاتا رہا۔

صوفی صاحب کی بلند ہمتی کی کئی مثالیں ہیں۔ اپنے دوستانہ تعلقات کو برقرار رکھنے کے لیے بڑے جتن کرتے تھے۔ ان کے حاجی غلام محمد صاحب مرحوم کے ساتھ بڑے ہی برادرانہ تعلقات تھے۔ وہ بھی کسی دور میں سول لائن میں مقیم تھے۔ آپس میں پیار و محبت کا رشتہ قائم تھا۔ اسی وجہ سے اپنے ایک بیٹے کی شادی حاجی غلام محمد کی صاحبزادی سے کر دی۔ مگر یہ رشتہ قائم نہ رہ سکا۔ اب ظاہر ہے یہ تعلقات بھی متاثر ہوئے لیکن میں نے صوفی صاحب کو بہت بے چین پایا۔ وہ اکثر کہا کرتے کہ دیکھو اس میں میرا قصور نہیں بچے کی غلطی ہے۔ لیکن اپنی کوشش جاری رکھی۔ اللہ تعالیٰ حاجی غلام محمد مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔ وہ صوفی صاحب کی پریشانی اور بے چینی سے بخوبی واقف تھے۔ لہذا انہوں نے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر معاف کر دیا۔ صوفی صاحب کو گلے لگا لیا اور دوبارہ وہی دوستانہ ماحول پیدا ہو گیا۔ صوفی صاحب اس پر بہت خوش ہوئے اور آخر وقت تک دونوں خاندانوں میں احترام کا یہ رشتہ موجود ہے۔

صوفی صاحب کامیاب فضل حق کے ساتھ بھی بہت گہرا تعلق تھا۔ بھائی چارہ دوستی کے ساتھ کاروباری تعلقات بھی تھے۔ صوفی صاحب میاں فضل حق کا بے حد احترام کرتے تھے۔ میاں صاحب فیصل آباد تشریف لاتے تو صوفی صاحب کے ہاں قیام ہوتا اور صوفی صاحب لاہور جاتے تو اہل ملتان روڈ ضرور تشریف لے جاتے۔ دینی کاموں میں ایک دوسرے کے دست و بازو تھے۔ میاں صاحب مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ناظم تھے۔ جس کی وجہ سے جماعتی کاموں میں بھی صوفی صاحب پیش پیش ہوتے، فنڈ مہیا کرتے۔ آپ مرکزی جمعیت کی مجلس شوریٰ اور عاملہ کے رکن تھے اور تمام اہم اجتماعات میں شرکت کرتے۔

جماعتی اختلافات شدت اختیار کر گئے لیکن آپ کی وفاداریاں مرکزی جمعیت کے ساتھ رہیں۔ بڑے اکابر آپ کا تعاون حاصل کرنے کی کوشش کرتے لیکن آپ انکار کر دیتے۔ حتیٰ کہ ایک موقع پر علامہ احسان الہی ظہیر مرحوم مغفور نے بھی رابطہ فرمایا لیکن آپ نہ مانے جس پر وہ

خفا ہو گئے۔

آپ بلاشبہ مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ساتھ بہت مخلص تھے اور کارکن کی حیثیت سے کام کرتے۔ مختلف شہروں میں کانفرنسیں ہوتیں تو فیصل آباد سے کارکنان کو سواریاں فراہم کر دیتے اور خود بھی حاضر ہوتے تھے۔ مولانا معین الدین لکھنوی تصور سے الیکشن میں حصہ لیتے تو فیصل آباد سے دیگر تاجروں کے ہمراہ تعاون کرتے اور بینرز بنا کر روانہ کرتے تھے۔

جماعتی صلح اور اتحاد میں آپ کا کردار بھی نمایاں ہے۔ حاجی بشیر احمد صاحب (انصاف والے) کے ہمراہ مولانا محمد اسحاق چیمہ مرحوم کو اس بات پر راضی کیا۔ پھر ان کی ملاقاتیں میاں فضل حق کے ساتھ ہوئیں جس کا آغاز حاجی بشیر احمد کے گھر سے ہوا۔ آخر کار مرکزی جمعیت متحدہ جمعیت اہل حدیث میں تبدیل ہوئی۔ اس ضمن میں ایک پر تکلف عشائیہ اپنے گھر رکھا جس میں تمام اکابر علماء اور قائدین کو دعوت دی اور اتحاد پر مسرت کا اظہار کیا۔ اسی طرح مرکزی جمعیت کے لیے فنڈ جمع کیا اور پروفیسر ساجد میر اور میاں فضل حق کو بلا کر تھیلی پیش کی۔ پروفیسر ساجد میر صاحب صوفی صاحب سے بے حد متاثر تھے، دل سے ان کی قدر کرتے تھے اور براہ راست رابطے میں رہتے تھے۔ صوفی صاحب بھی گاہے بگاہے بہت اچھے مشوروں سے نوازتے تھے اور جماعتی خدمات کے لیے مالی تعاون پیش کرتے۔

میاں فضل حق کی رحلت پر میاں نعیم الرحمن کے ساتھ وہی احترام کا رشتہ قائم رہا۔ یہ صوفی صاحب کی بلند سوچ تھی کہ انہوں نے میاں نعیم الرحمن کو رئیس الجامعہ کے لیے نامزد کیا۔ تاکہ تعلیمی اور جماعتی خدمات کا سلسلہ جاری و ساری رہے۔

امام کعبہ الشیخ صالح بن عبد اللہ بن حمید حفظہ اللہ کی میزبانی

غالباً 1988 میں جامعہ سلفیہ میں دو روزہ نفاذ شریعت کانفرنس منعقد ہوئی۔ میاں فضل نے امام کعبہ کو دعوت دی۔ خادم الحرمين الشريفین ملک فہد نے بعد احترام دعوت کو قبول کیا اور امام کعبہ الشیخ صالح بن عبد اللہ بن حمید حفظہ اللہ کو کانفرنس میں شمولیت کے لیے بھیج دیا۔

دوستانہ تعلقات تھے، انہیں تحائف پیش کیے۔ چونکہ وہ پاکستانی مزاج سے آشنا تھے۔ لہذا سعودیہ سے چلتے ہوئے چھوٹے چھوٹے ٹیکٹ بنائے جن میں کھجوریں اور تسبیح تھیں۔ کراچی ائر پورٹ پر اتارے تو عملے میں تقسیم کیں۔ وہ لوگ خوش ہوئے کہ انہیں حرمین شریفین سے سوغات ملی ہیں۔

طلبہ جامعہ سلفیہ کے ساتھ مشفقانہ رویہ:

صوفی احمد دین کا جامعہ سلفیہ کے ساتھ جذباتی تعلق تھا۔ جو روز اول سے شروع ہوا اور تادم مرگ جاری رہا۔ آپ کو طلبہ جامعہ کے ساتھ والہانہ عقیدت تھی۔ فیملی میں کوئی خوشی ہوتی تو طلبہ جامعہ کی دعوت کرتے اور نہایت پر تکلف کھانا پیش کرتے۔ خاص کر اپنے بچوں کے ویسے پر اساتذہ کرام کی دعوت تو شادی ہال میں ہوتی۔ لیکن طلبہ کے لیے جامعہ سلفیہ میں کھانا تیار کرواتے۔

عرصہ دراز تک آپ کی جانب سے ماہانہ راشن آتا تھا۔ جس میں دالیں، چاول، گھی، مصلہ جات وغیرہ شامل تھیں۔ یہ یقیناً روزانہ طلبہ کی ضیافت ہوتی۔ اللہ تعالیٰ آپ اور آپ کے بچوں کی یہ نیکیاں قبول فرمائے، خاص کر آپ کے بیٹے حاجی محمد الیاس صاحب کا بہت حصہ ہے۔

رمضان المبارک کے موقع پر سحری اور افطاری کا انتظام کرتے۔ طلبہ کے لیے موسم کے مطابق سامان مہیا کرتے اور پورے مہینے کا سامان رمضان المبارک سے قبل جامعہ میں پہنچا دیتے تھے۔ لوگوں کو بھی توجہ دلاتے کہ وہ خاص مناسبات پر طلبہ جامعہ کو شامل کریں اور ان کے لیے کھانا بھجوائیں۔ صوفی صاحب کا حلقہ اثر کافی وسیع تھا۔ لہذا یہ سلسلہ چلتا رہتا۔

اساتذہ جامعہ پر اعتماد:

یوں تو صوفی صاحب تمام علماء کرام کا بے حد احترام کرتے تھے، ان کے درس اور خطبات سنتے تھے۔ جن میں مولانا ارشاد الحق اثری، مولانا محمد یوسف انور، مولانا عبدالغفور ناظم آبادی، مولانا حافظ محمد شریف کو بہت پسند فرماتے اور اچھے لفظوں میں ان کا تذکرہ کرتے تھے۔ جامعہ کے اساتذہ پر انہیں بہت اعتماد تھا۔ کوئی مسئلہ درپیش ہوتا تو جامعہ رابطہ کرتے اور سوال پوچھتے۔ بہت سے لوگ آپ کی وساطت سے جامعہ میں آتے۔ خاص کر حافظ مسعود عالم، مفتی عبدالرحمن، مولانا محمد یونس بٹ، حافظ عبدالعزیز علوی پر مکمل اعتماد کا اظہار فرماتے۔ ان کے

چند ایک درج ذیل ہیں۔ الشیخ اسماعیل العتیق، الشیخ محمد الجذب، الشیخ علی سلطان الحکمی، الشیخ عبدالغفر الجبلی، الشیخ عطیہ الحربی، الشیخ عبدالعزیز العتیق، الشیخ عبدالرحمن السعیدی اور موجودہ مدیر مکتب الدعوة الشیخ محمد بن سعد الدوسری قابل ذکر ہیں۔

حج اور عمرے:

صوفی صاحب نے یوں تو بے شمار مرتبہ بیرونی سفر کیے۔ خاص کر حج اور عمرے کے لیے تو ان کے سفر شمار کرنا مشکل ہیں۔ انہیں یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے مسجد الحرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ میں نمازیں ادا کی ہیں۔ وہ خود بتایا کرتے تھے کہ انہوں نے ساٹھ کے عشرے میں لبنان، اردن کا سفر کیا تو اس وقت مسجد اقصیٰ اردن حکومت کی تحویل میں تھی۔ صوفی صاحب نے بیت المقدس کا سفر کیا اور مسجد اقصیٰ میں نوافل اور نمازیں ادا کرنے کا شرف حاصل کیا۔ وہاں سے حج کے لیے آئے۔ اس کے بعد ہر سال یہ سعادت حاصل کرتے رہے۔ آپ سال میں ایک دو مرتبہ عمرے پر بھی تشریف لے جاتے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اعمال صالحہ قبول فرمائے۔

ایک مثالی ہم سفر:

مجھے متعدد مرتبہ صوفی احمد دین صاحب کے ساتھ سعودیہ سفر کرنے کا موقع ملا۔ آپ بڑھاپے کے باوجود رفقاء سفر کا بہت خیال کرتے۔ آسانیاں پیدا کرتے اور مشکلات میں حوصلہ دیتے۔ پانی اور خوراک کا اہتمام کرتے۔ میرا ان کے ساتھ یادگار سفر حج ہے جو میں نے اپنے فیملی ممبران کے ساتھ کیا۔ آپ بھی اپنے بیٹے، بہو اور نواسی کے ساتھ تھے۔ یہ سفر بہت آرام دہ اور پرسکون تھا۔ جس میں عبادت کا مزہ آیا۔ مکہ مکرمہ میں رہائش مسئلہ فندق المدینہ میں تھی۔ جبکہ مدینہ منورہ میں جنت البقیع کی طرف تھی۔ کھانا لانے کی ذمہ داری میری تھی۔ جبکہ اہلیہ چائے وغیرہ کا اہتمام کرتی۔ منیٰ میں قیام کے دوران حافظ خالد محمود کے اہل خانہ بڑے اہتمام سے کھانا پہنچاتے۔ چونکہ ان کے صوفی صاحب کے ساتھ اچھے مراسم تھے۔ پورے سفر میں صوفی صاحب نے ہمارا خیال رکھا اور فردا فردا سب کی ضرورت پوچھتے اور پوری کرتے تھے۔ واپسی پر بھی جدہ میں P.I.A کے عملے کے ساتھ

جن کا فیصل آباد ائر پورٹ پر شیان شان استقبال کیا اور ان کی رہائش کا بندوبست سرینا ہوٹل میں کیا گیا۔ لیکن امام صاحب نے صوفی احمد دین کے گھر قیام کو ترجیح دی۔ دو دن اور دو راتیں صوفی صاحب کی میزبانی میں رہے۔ یہ بہت بڑے اعزاز اور شرف کی بات تھی۔ اس کا تذکرہ صوفی صاحب ہمیشہ کیا کرتے تھے اور امام صاحب کو بھی بہت راحت اور سکون ملا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بہت اچھے لفظوں میں ان کا تذکرہ کرتے تھے۔ جب بھی ملاقات ہوئی انہوں نے صوفی صاحب کی خیریت دریافت کی، ڈھیروں دعاؤں سے نوازتے اور فیصل آباد کے قیام کو یادگار قرار دیتے۔

امام کعبہ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل کی ضیافت:

صوفی احمد دین صاحب کو عرب مشائخ کے ساتھ خاص محبت تھی۔ خصوصاً حرمین شریفین کے آئمہ کے ہمراہ تعلقات کو سعادت سمجھتے۔ امام کعبہ الشیخ محمد بن عبداللہ السبیل متعدد بار فیصل آباد آئے۔ جہاں وہ حاجی غلام محمد مرحوم کے ہاں تشریف لے جاتے تو صوفی صاحب بھی ضیافت میں شریک ہوئے۔ جامعہ سلفیہ میں تشریف لائے تو میاں فضل حق اور صوفی صاحب ہمراہ تھے۔ راقم کو ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ امام صاحب صوفی صاحب کی نیکی اور دینی کاموں میں ان کی دلچسپی سے بے حد متاثر ہوئے اور ہمیشہ دعائیں دیتے۔ ان سے جب بھی ملاقات ہوئی یا بذریعہ فون رابطہ ہوتا تو صوفی صاحب کی خیریت ضرور دریافت فرماتے۔

شیخ الحدیث مسجد نبوی الشیخ عمر محمد فلاتہ رحمۃ اللہ علیہ:

جامعہ سلفیہ کی وجہ سے متعدد عرب علماء اور مشائخ جامعہ سلفیہ تشریف لاتے۔ اس موقع پر صوفی احمد دین مرحوم ہی ان کے میزبان ہوتے تھے۔ الشیخ عمر محمد فلاتہ جو کہ الجامعہ الاسلامیہ مدینہ منورہ کے سیکرٹری جنرل اور مسجد نبوی شریف میں حدیث کا درس دیا کرتے تھے، جامعہ سلفیہ تشریف لائے تو ان کی ضیافت کا حق ادا کیا۔ وہ متعدد مرتبہ فیصل آباد آئے۔ ایک مرتبہ نماز ظہر کی امامت جامع مسجد عمر رسول لائن میں کی اور حاجی محمد سعید لاہوری کے ہاں ضیافت میں شریک ہوئے۔ ان مشائخ اور علماء کی بڑی لمبی فہرست ہے جن میں

مولانا شیخ عبدالرشید صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

تحریر: جناب مولانا ریاض احمد عاقب

(قسط نمبر 2 آخری)

تحریک نفاذ اسلام

محترم صدیقی صاحب ایک اسلام پسند راہنما تھے، وہ سیکولر سیاسی جماعتوں کے سخت مخالف تھے۔ اسی وجہ سے وہ PPP سے بے زاری کا اظہار کرتے تھے۔ جب ۱۹۷۷ء میں بھٹو دور کے استبدادی ہتھکنڈوں کے خلاف پاکستان قومی اتحاد کی تحریک نفاذ اسلام چلی تو ہمارے مددگار صدیقی صاحب نے پیرانہ سالی کے باوجود اس تحریک میں حصہ لیا۔ وہ پاکستان میں نفاذ اسلام کے بڑے متنبی تھے۔

بلدیاتی الیکشن میں حصہ

محترم صدیقی صاحب نے ایک دفعہ بلدیاتی الیکشن میں بھی حصہ لیا۔ ان کے مد مقابل امیدوار ملتان شہر کے مشہور خانقاہی درباری نظام کے دلدادہ پیر نبی شاہ گیلانی تھے۔ ان کے مخالف امیدوار کا تمام تر سیاسی پروپیگنڈہ یہ تھا کہ صدیقی صاحب وہابی ہیں، جب کہ میں سنی پیر ہوں۔ اس پروپیگنڈہ کی وجہ سے صدیقی صاحب چند ووٹوں کی وجہ سے شکست سے دوچار ہوئے۔

پاکستان میں سیاسی نظام کا یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ یہاں اکثر سیاسی لیڈر خانقاہی، وڈیہ شاہی اور جاگیر داری نظام سے وابستہ ہیں۔ اسمبلیوں میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو جاگیر دار اور اتحادہ نشین ہیں۔ اسی وجہ سے یہ سیاسی لوگ اپنے مد مقابل کو شکست دینے کے لاکھوں جتن کرتے ہیں۔ اس کی تازہ مثال پرویز مشرف دور میں جب الیکشن ہوئے تو ڈیرہ غازی خان کے معروف وڈیرے و جاگیر دار لغاریوں نے بندوق کی ٹوک پر ووٹ حاصل کیے اور اپنے مقابل پیکر شرافت ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب کو وہاندلی کے ذریعہ شکست سے دوچار کیا۔

جماعتی و تنظیمی خدمات

محترم صدیقی صاحب ایک متحرک شخصیت کے مالک تھے۔ انہوں نے ملکی سیاسیات کے ہر محاذ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور حق و باطل کا ہمیشہ ساتھ دیا۔

قیام پاکستان کے بعد وہ عملی طور پر سیاست سے الگ ہو گئے تھے۔ سیاست سے علیحدگی کے بعد صدیقی صاحب نے اپنی ہمہ قسم کی سرگرمیاں مرکزی جمعیت اہل حدیث کے لیے وقف کر دی تھیں۔ قیام پاکستان سے قبل وہ کافی عرصہ سے انجمن اہل حدیث ملتان کے ناظم چلے آ رہے تھے۔ انجمن اہل حدیث ۱۹۱۰ء کو ملتان شہر میں قائم کی گئی۔ انجمن کے قیام سے لے کر ۱۹۳۳ء تک مولانا عبدالحق محدث ملتانی اس کے صدر

رہے اور اس کے ناظم مولانا حکیم خدا بخش فارانی تھے جو ۱۹۳۶ء تک اس انجمن کے ناظم اعلیٰ رہے۔ ان کی زیرنظامت ہر سال سالانہ اٹھارہ جلسے، درمیان میں ضمنی اجلاس اور مخالفین کے ساتھ مناظروں اور مباحثوں کی صورت میں کافی اجتماعی اجلاس منعقد ہوتے رہے۔ مولانا عبدالحق محدث ملتانی کی صدارت اور مولانا حکیم خدا بخش فارانی کے دور نظامت میں ۲ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس ۱۹۲۰ء اور ۱۹۲۹ء ملتان شہر میں منعقد ہوئیں اور ہر سال جماعت کے سالانہ جلسے ہوتے رہے، جس میں متحدہ ہندوستان بھر سے مشاہیر علمائے اسلام تشریف لا کر اپنے خطابات سے مستفید کرتے رہے۔ ۱۹۳۶ء سے خواجہ عبدالرشید صدیقی صاحب کو انجمن اہل حدیث ملتان کا ناظم منتخب کیا گیا۔ انہوں نے اپنے دور نظامت میں جماعتی و تنظیمی امور بڑی تیزی سے انجام دیئے۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث کے تاسیسی اجلاس میں شرکت

۲۳ جولائی ۱۹۳۸ء کو جب دارالعلوم نقویۃ الاسلام لاہور میں جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو جماعت کے سرکردہ حضرات جمعیت کے تاسیسی اجلاس میں جمع ہوئے۔ اجلاس کی صدارت غزنوی خاندان کے چشم و چراغ مولانا سید محمد داؤد غزنوی نے فرمائی۔ اس اجلاس میں مشاہیر علمائے کرام میں مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی، مولانا حافظ محمد ابراہیم میرسایکلوٹی، مولانا حافظ عبداللہ محدث روپڑی، مولانا شرف الدین محدث دہلوی، شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی، مولانا عطاء اللہ حنیف محدث بھوجیانی، شیخ الحدیث مولانا محمد عبدہ الفلاح، مولانا محمد یونس دہلوی، مولانا محمد حنیف ندوی، مولانا ظفر اقبال، مولانا محی الدین احمد قصوری، مولانا محمد علی قصوری، مولانا محمد اسماعیل غزنوی، مولانا عبدالمجید سوہدروی، مولانا حافظ محمد اسماعیل ذبیح، پروفیسر عبدالقیوم، ڈاکٹر ریاض قدیر، مولانا معین الدین لکھوی، مولانا محمد اسحاق بھٹی، میاں عبدالمجید، حاجی محمد اسحاق حنیف اور ہمارے مددگار مولانا شیخ عبدالرشید صدیقی شامل تھے۔

مولانا سید محمد داؤد غزنوی نے بڑے دانا اور زیرک شخصیت کے مالک تھے۔ انہوں نے محترم صدیقی صاحب کی صلاحیتوں کو جانچ کر انہیں مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع ملتان کا ناظم منتخب کیا۔ خواجہ صدیقی صاحب جمعیت اہل حدیث کے قیام سے لے کر تادم واپسین جمعیت اہل حدیث ضلع ملتان کے ناظم رہے جبکہ مولانا سلطان محمود محدث جلال پوری صدر تھے۔ دونوں شیوخ نے مل کر جنوبی پنجاب میں جماعت کی تنظیم سازی

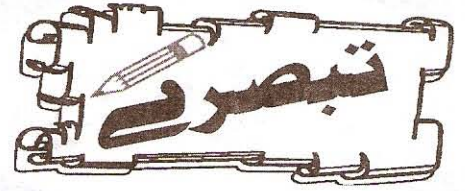
میں اہم کردار ادا کیا۔

صدیقی صاحب جماعت کے امور میں بڑی گرم جوشی سے حصہ لیتے تھے۔ انہوں نے مسلک اہل حدیث کی توسیع اشاعت نہایت خلوص سے انجام دی۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کی دوسری سالانہ عظیم الشان کانفرنس ۲۰۳۲ء اپریل ۱۹۵۴ء محدث جلال پوری کے دور صدارت اور خواجہ صدیقی صاحب کی زیرنظامت ملتان شہر میں منعقد ہوئی جس کی صدارت مولانا محمد علی قصوری ایم، اے نے فرمائی۔ اس کانفرنس کا خطبہ استقبالیہ مولانا محمد اسحاق چیمہ نے پڑھا جو ان دنوں جامعہ محمدیہ عام خاص باغ میں مدرس تھے۔

گرامی قدر صدیقی صاحب مرکزی مجلس شوریٰ اور جامعہ سلفیہ فیصل آباد کی کمیٹی کے رکن بھی تھے۔ علاوہ ازیں وہ جامعہ دارالحدیث محمدیہ عام خاص باغ ملتان کی انتظامیہ کے بھی اہم رکن تھے۔ وہ جماعتی جلسوں میں اکثر سٹیج سیکرٹری کے فرائض انجام دیتے تھے۔ مدرسہ دارالحدیث محمدیہ ملتان کے سالانہ جلسوں کے موقع پر سٹیج مکمل طور پر موصوف کے کنٹرول میں ہوتا۔ وہ جس عالم دین کو خطاب کی دعوت دیتے، دعوت سے پہلے اس کا مکمل تعارف کراتے تھے۔ جلسوں کے موقع پر اکثر علمائے کرام کا قیام آپ کے ہاں ہوتا، وہ علمائے عظام کی دل سے خاطر مدارات کرتے تھے۔ ان کے دور نظامت میں ضلع ملتان کے علاقوں میں کتاب و سنت کی دعوت خوب پھیلی۔ خواجہ صاحب وقت کے بڑے پابند تھے۔ جہاں بھی کوئی تنظیمی اجلاس ہوتا آپ دیگر عہدیداروں سے پہلے پہنچنے کی کوشش کرتے تھے۔ جماعت کا جتنا بھی آپ نے کام کیا، محض رضاء الہی کی خاطر کیا، وہ خلوص و ولایت کے پیکر تھے۔ دوست و احباب کی ہمت بڑھاتے اور انہیں مزید دعوتی و تنظیمی کام کرنے کی احسن پیرائے میں تلقین فرماتے۔ ان کا دور نظامت ملتان کی تاریخ میں ایک سنہری دور تھا۔

تحریرات

مولانا لاری کی سیاسی، جماعتی و تنظیمی خدمات کے علاوہ تحریری خدمات بھی قابل قدر ہیں، وہ تحریر میں اعلیٰ ذوق رکھتے تھے۔ جماعت اہل حدیث اور علمائے اہل حدیث کی تاریخ پر ان کی گہری نظر تھی، ان کا سینہ بہت سے تاریخی واقعات کا گنجینہ تھا۔ جماعت اہل حدیث سے متعلق تاثرات، جماعت سے گہری عقیدت اور والہانہ محبت ان کے اندر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ ہفت روزہ ”الاعتصام“ لاہور ۱۹۷۰ء کے شماروں میں ان کے جماعت اہل حدیث کی خدمات اور علمائے اہل حدیث کے تعارف کے سلسلہ میں مضامین شائع ہوتے رہتے تھے۔ وہ ہندوستان کے علمائے اہل حدیث کے قابل قدر کارنامے بیان کرنے میں فخر محسوس کرتے تھے۔



نام کتاب: برصغیر پاک و ہند میں محدثین کی خدمات

از: شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباڑی

مترجم: مولانا عبدالعظیم حسن زئی

ناشر: شعبہ دعوت و تبلیغ جماعت غرباء اہل حدیث
برنس روڈ، کراچی، ضخامت: 54 صفحات، نائٹل فورکلر،
ولایتی کاغذ، خوبصورت طباعت۔

اسلام کتاب و سنت سے عبارت ہے۔ احادیث مبارکہ، قرآن مجید کی تشریح و توضیح ہیں۔ علم حدیث کی خدمت کے لئے جہاں صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کی مساعی جلیلہ نہایت گرانقدر ہیں۔ وہاں ان کی جمع و ترتیب، تحفیظ و ترویج، اشاعت و تدریس اور تبلیغ کے لئے محدثین عظام، علماء کرام اور عاملین قرآن و سنت کی کوششوں سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا۔ تاریخ شاہد ہے کہ عہد صحابہ کرام میں ہی ہندوستان میں اسلامی تعلیمات کے فیوض و برکات کا آغاز ہو چکا تھا۔ پھر یہاں صحابہ کرام اور محدثین کی تشریف آوری اور ان کی کوششوں سے اسلام کا حلقہ اثر دور دور تک پھیل گیا۔ اہل حدیث کے ممتاز عالم دین، محقق، مدرس اور اہل قلم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد علی جانباڑی نے ابن ماجہ کی عربی میں شرح انجامد الحاجہ کے نام سے لکھی ہے جو ۱۳ جلدوں میں مطبوع ہے۔ اس کے مقدمے کا ”الفائدۃ الخامسۃ“ فی شیوخ علم الحدیث فی شبہ القارۃ الہندیہ“ کو حضرت مولانا حافظ عبدالرحمن سلفی رحمۃ اللہ علیہ امیر جماعت غرباء اہل حدیث پاکستان کے حکم پر مدیر اعلیٰ مجلہ ”صحیفہ اہل حدیث“ محترم جناب مولانا عبدالعظیم حسن زئی نے ”ہندو پاک میں اشاعت علم حدیث“ کے عنوان سے بڑے خوبصورت انداز میں اردو کا جامہ پہنایا ہے تا کہ اردو خواں طبقہ اس سے مستفید ہو سکے۔ اس مقالہ میں پاک و ہند کے درجنوں محدثین اور علماء کے حالات زندگی، ان کی تصانیف، تلامذہ اور دینی، مسلکی، تدریسی اور تصنیفی خدمات کا حسین تذکرہ سمٹ آیا ہے۔ اس سے علماء اور طلبہ یکساں طور پر استفادہ کر سکتے ہیں۔ شعبہ دعوت و تبلیغ جماعت غرباء اہل حدیث برنس روڈ کراچی نے بڑے سلیقہ سے شائع کیا ہے، قیمت درج نہیں۔ (مدیر)

نام کتاب: غموں کا علاج

تالیف: پروفیسر حافظ حفیظ اللہ اعوان

ضخامت: ۴۰ صفحات، خوبصورت طباعت، اہل کاغذ، فورکلر نائٹل ناشر: اہل حدیث یوتھ فورس، مسجد اہل اقبال روڈ سیالکوٹ
مسنون دعاؤں کا یہ مجموعہ فی سبیل اللہ تقسیم کیلئے ہے۔
اس وقت انسان مختلف تفکرات، مصائب و مشکلات اور پریشانیوں کی وجہ سے بے حد پریشانی کے عالم میں ذہنی سکون اور قلبی اطمینان کا متلاشی ہے جبکہ مصائب و آلام انسان ہی کے عمل و کردار کا سبب ہیں۔
﴿وما اصابکم من مصیبة فمما کسبت ایدیکم﴾ (شوری)
”یعنی جو مصائب و آلام تمہیں پہنچتے ہیں وہ سب تمہارے اعمال کا نتیجہ ہیں۔“

حقیقی بات یہی ہے کہ انسان نے اللہ تعالیٰ سے لاطعلق کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ارشادات کو بھلا دیا ہے اور در در کی ٹھوکریں کھا رہا ہے۔ جب کہ مشکل کشا اور آسانیاں پیدا کرنے والی وہی ایک اللہ پاک کی ذات ہے۔ اسی کے ذکر سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ زیر نظر کتابچہ ایسے ہی ادعیہ مسنونہ کا مجموعہ ہے جس پر عمل کر کے انسان پریشانیوں سے نجات اور محفوظ رہنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکات سے ہمکنار ہو سکتا ہے۔ قارئین کرام اسے پڑھیں، دوست احباب کو بھی پڑھائیں اور مؤلف، ناشر اور معاونین کے لئے رحمت و مغفرت کی خصوصی دعا فرمائیں۔ فاضل مؤلف پروفیسر حافظ حفیظ اللہ اعوان صاحب کی پوری زندگی درس و تدریس اور دعوت و ارشاد میں گزری ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ایسی مفید کتابوں کی تالیف اور اشاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! (مدیر)

رسول اللہ ﷺ کے متعلق مستشرقین کے اعترافات

تالیف: حمید اللہ خاں عزیز

ضخامت: 230 صفحات، مجلد، خوبصورت طباعت
ناشر: ادارہ تفہیم الاسلام رحمان آباد الفلاح بینک سٹریٹ، احمد پور شرقیہ (بہادر پور)

مغربی دنیا نے ایک عرصہ سے امت مسلمہ کے خلاف تہذیبی و فکری جنگ شروع کر رکھی ہے۔ جس نے بہت سے فتنوں کو جنم دیا ہے اور اہل اسلام میں ان کے

بنیادی عقائد اور اساسیات اسلام کے بارے میں مستشرقین نے شکوک و شبہات پیدا کرنے اور محبت و عظمت مصطفیٰ ﷺ کو کم کرنے کے لئے اپنے حبیب باطن کے مظاہرے کئے ہیں۔ 2006ء میں ناروے، جرمنی، ہالینڈ و دیگر یورپین ممالک کے چند گستاخ اور بدطینت آرتھوں نے نبی اکرم ﷺ کی شان اقدس میں توہین آمیز خاکے اور کارٹون شائع کئے۔ جس پر پوری امت مسلمہ سراپا احتجاج بن گئی۔ اسی اخبار کا ایک ایڈیٹر موت کے عبرتاک انجام سے دوچار ہوا۔ یہود و ہنود اور نصاریٰ کو شاید معلوم نہیں کہ محبت و توقیر مصطفیٰ ﷺ اہل ایمان کا بنیادی اور عقیدے کا مسئلہ ہے۔ شاعر نے اس کی یوں ترجمانی کی ہے۔

محمدؐ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے
معاندین اسلام کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ گستاخ رسول ﷺ کی سزا صرف قتل ہے۔ عہد رسالت ﷺ میں کئی لوگ اسی جرم کی پاداش میں قتل کئے گئے۔ حقیقی بات یہ ہے کہ رسول مکرم ﷺ کے ذکر خیر کو اللہ تعالیٰ نے ورفعنا لک ذکرک فرما کر اس قدر بلند و ارفع کر دیا ہے کہ کوئی دشمن اسلام اسے کم نہیں کر سکتا۔ اس لئے بھی کہ اربوں مسلمانوں کے دلوں میں آپ کی محبت جاگزیں ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ بہت سے مستشرقین نے سیرت النبی ﷺ کے حوالہ سے محققانہ بصیرت اور حق گوئی کا ثبوت دیتے ہوئے آپ کی عظمت اور کارہائے نمایاں کا اعتراف کیا ہے۔ ہمارے فاضل دوست مولانا حمید اللہ خاں عزیز جو اہل حدیث کے ماہر ناز اہل علم و قلم، خطیب و ادیب، مجلہ تفہیم الاسلام احمد پور شرقیہ کے مدیر شہیر اور تاریخ و سیرت طیبہ کا وسیع مطالعہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے مستشرقین کے انہیں اعترافات کو ان کے اصل ماخذ کے حوالہ سے جمع کیا ہے جو بڑا محنت طلب کام رسول اللہ ﷺ سے گہری محبت و عقیدت کا ثبوت اور اہل کفر کے لئے درس آگاہی ہے۔

ممتاز اہل قلم اور محقق جناب ملک عبدالرشید عراقی صاحب مقدمہ کتاب ایک مقالہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فاضل مؤلف اور کسی بھی حوالہ سے ان کے ساتھ تعاون کرنے والوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اس کتاب کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہونی چاہیے اور ہر لاہری کی زینت بھی۔ (مدیر)

منزل کی تمنا ہے تو کرجہ مسلسل..... خیرات میں جُہ و دستار نہیں ملتے

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے مرکزی دسویں وفد کا دورہ خیبر پختونخواہ

اراکین وفد:- قائد و فیسٹر نائب ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان مولانا محمد نعیم بٹ صاحب حافظ محمد یونس آزاد صاحب نائب ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان الحاج میاں محمود عباس ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہلحدیث پنجاب حافظ ذاکر الرحمن صدیقی صدر اہلحدیث یوتھ فورس پاکستان ہم کئی دنوں سے بخوشی آنکھیں بچھائے مرکزی وفد کا انتظار کر رہے تھے۔ اشتہار، بینرز، پوسٹر، فلیکسز کی صوبہ بھر میں بھر مار ہو چکی تھی۔ ضلع ایبٹ آباد تو پبلٹی سے دہن کی طرح سجا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ ایبٹ آباد کی طرف آنے والے ہر راستہ میں تنظیمی، تربیتی کنونشن، نفاذ اسلام اور حرمت رسول کے بارہ میں کافی وال چالنگ کی گئی تھی۔ ہر شخص محسوس کر رہا تھا کہ آج مرکزی جمعیت اہل حدیث اور اہل حدیث یوتھ فورس کی قیادت اس شہر میں تشریف لارہی ہے۔ پروگرام شہر کے وسط مین بازار جامع مسجد عائشہ صدیقہ میں منعقد ہونا تھا۔ صوبہ بھر کے ذمہ داران کو پہلے ہی اطلاع ہو چکی تھی لہذا وہ نماز ظہر سے پہلے بھی پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔ مرکزی وفد نے بھی نماز ظہر باجماعت ادا کی اور کنونشن کا آغاز مولانا عبدالقادر صاحب کی تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض ڈاکٹر ساجد ربانی نے ادا کیے۔ جبکہ جناب طارق محمود ڈپٹی سیکرٹری اے وائی ایف ضلع ایبٹ آباد نے مسلکی بنیاد اور توحید باری تعالیٰ پر گفتگو کی اور مولانا خورشید خان صاحب نے زبان کے صحیح استعمال کا انداز بیان کیا۔ پھر عبید الرحمن عادل صاحب سابق جنرل سیکرٹری اے وائی ایف صوبہ کے پی کے میں نفاذ اسلام کیسے ممکن ہے؟ کے عنوان پر خطاب فرمایا۔ صوبائی امیر الشیخ فضل الرحمن مدنی صاحب نے فلاح انسانیت کے موضوع پر سورۃ العصر کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: انسانیت تب تک فلاح و کامیابی کے راستہ پر گامزن نہیں ہو سکتی جب تک کتاب و سنت کی اتباع نہیں کرتی۔ انہوں نے مرکزی وفد کا ڈھیروں خلوص بھری دعاؤں کے ساتھ تشریف آوری پر شکریہ ادا کیا اور قائد پنجاب الحاج میاں محمود عباس صاحب کو مایک پر آنے کی دعوت دی۔ انہوں نے فرمایا کہ مسلک اہلحدیث کتاب و سنت کا دوسرا نام ہے۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث کی اساس اور بنیاد بھی کتاب و سنت ہے، ہمارا سچا خدا کا نفاذ ہے اور ہم بندوں کو بندوں کی بندگی سے نکال کر رب کی بندگی کی طرف لانا چاہتے ہیں۔ انہوں

نے کہا کہ ہمارے اکابر ایک سنت کے لئے بھی بڑی سے بڑی قربانی دینے سے دریغ نہیں کرتے تھے۔ لہذا ہم مرکزی جمعیت کے پلیٹ فارم پر میدان عمل میں ہیں۔ آپ ہمارا ساتھ دیں، ان شاء اللہ منزل قریب ہو جائے گی۔ انہوں نے ان تنصرو اللہ بنصرہ کم کی تفسیر کر کے ہاؤس کو مکمل ہم نوا بنالیا۔ قائد پنجاب کے بعد نائب ناظم اعلیٰ مرکزی حافظ محمد یونس آزاد صاحب کو گفتگو کا موقع دیا گیا۔ حافظ صاحب کی خوش الحانی اور کرب بیانی چونکہ معروف ہے تو احباب نے پنجابی زبان میں خطاب کا مطالبہ کر دیا۔ آزاد صاحب نے کہا کہ اردو بیان ہو یا پنجابی، میں تو تنظیمی اور جماعتی چٹنگی کا قائل ہوں میرے بیان کو انہی خطوط پر سمجھئے اور پرچئے۔

انہوں نے فرمایا کہ بحث محمدی سے قبل انسانیت کی حالت سیاسی، سماجی اعتبار سے بہت خراب تھی، آقا نامہ رسول اللہ ﷺ نے آکر ان کا نقشہ بدل دیا۔ اسی سیرۂ کو آج اپنانے کی ضرورت ہے۔ اگر ملکی معیشت کو مضبوط کرنا ہے اور امن قائم کرنا ہے تو امت کو کلمہ توحید پر جمع ہونا ہوگا۔ انہوں نے فرمایا: نبی مکرّم ﷺ نے جب چند لوگوں کو دین کی دعوت پر جمع کیا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے میرے محبوب پیغمبر انہیں پیغام دے دو۔ انا اعطینک الکوفہ، فصل لوبک وانحر، رب کی تنظیم نہ چھوڑیں۔ محنت و کوشش جاری رکھیں، ہر قربانی کے لئے تیار ہیں تو ہم تمہارے سب دشمن نیست و نابود کر دیں گے۔ میں بھی جماعتی اسٹیج سے دعوت دیتا ہوں کہ اپنی مسلکی دینی اغراض کے لئے جذبہ قربانی سے سرشار ہو جائیں۔ سب سے آخر میں سینئر نائب ناظم اعلیٰ مولانا محمد نعیم بٹ صاحب کو دعوت خطاب دی گئی۔ انہوں نے انتہائی درد مندانہ، پر خلوص اور بڑے دلیرانہ انداز میں عظمت قرآن اور نفاذ اسلام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ملکی تمام مسائل کا حل نفاذ اسلام میں ہے۔ میری جماعت مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان اور اہلحدیث یوتھ فورس پاکستان اپنے اسی موقف و مدعا کے لئے جو ہیں گھٹنے آن ڈیوٹی ہیں۔ دنیا جانتی ہے کہ ہماری کوئی پالیسی کبھی نقصان دہ ثابت نہیں ہوئی۔ ہماری تقریباً پانچ صد شیوخ الحدیث علماء، خطباء اور دانشور حضرات پر مشتمل مجلس شوریٰ نے جو بھی فیصلہ کیا وہ وطن عزیز پاکستان کے فائدہ اور استحکام کے لئے بہترین نتائج کا سبب بنا۔ انہوں نے بہت ہی مؤثر انداز میں حاضرین مجلس سے تنظیمی مضبوطی، جہد مسلسل،

ایشیاد و قربانی، باہمی محبت، اطاعت امیر، یک نیتی اور اخروی کامیابی پر توجہ دینے کی اپیل کی جس پر تمام ذمہ داران نے عہد کیا اور موقع پر کئی افراد نے مرکزی جمعیت اور کئی نوجوانوں نے اہلحدیث یوتھ فورس میں باضابطہ شامل ہو کر اندراج کروایا۔ یونس آزاد وفد کی گفتگو مکمل ہوئی تو انہوں نے بڑے ولولہ انگیز انداز میں یہ شعر پڑھا۔

باندھو کمر کہ دوری منزل کا غم نہیں ہے بادباں درست تو ساحل کا غم نہیں سر پر ہے خدا تو کسی مشکل کا غم نہیں ہے وقیع زرع باقی تو حاصل کا غم نہیں اس کے بعد ایبٹ آباد پریس کلب میں بٹ صاحب نے پریس کانفرنس سے خطاب کیا اور اپنی گفتگو میں وہ تمام اہم مسائل جو حل طلب ہیں ان کا حل پیش کیا۔ جس پر پریس کلب کے عہدیداران نے انتہائی خوشی و مسرت کا اظہار کیا اور شکریہ کے ساتھ الوداع کیا۔ اگلے دن قومی اور مقامی اخبارات میں بھرپور کوریج بھی دی۔ جن احباب نے تربیتی کنونشن کو کامیاب کرنے کے لئے جہد و سعی کی، ان میں حاجی محمد بشیر، سردار محمد طاہر، قاری مظہر جان، انیس الرحمان ترمہان، سردار ساجد علی، مولانا منیر حسین، مولانا عتیق الرحمن، حاجی گل زمان، مولانا محمد الیاس، مولانا محمد فاروق، محمد سعید قریشی، حافظ ذیشان، سردار یاسر ہیں۔ چوہدری محمد عاصم نے اپنی رہائش گاہ پر معزز مہمانوں کے اعزاز میں انتہائی پر تکلف کھانا پیش کیا۔



ترخنامہ اشتہارات ہفت روزہ ”اہل حدیث“

ہفت روزہ ”اہل حدیث“ لاہور میں اشتہار لگوا کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

ترخنامہ اشتہارات فی اشاعت

- ☆ آخری ٹاکسل (فورکمر) -/6,000 روپے
 - ☆ اندرون ٹاکسل (فورکمر) -/5,000 روپے
 - ☆ فل صفحہ نیوز (سنگل کمر) -/3,000 روپے
 - ☆ نصف صفحہ نیوز -/1500 روپے
 - ☆ عام چھوٹے اشتہارات -/800 روپے
- نوٹ: اپنے اشتہارات خوبصورت ڈیزائن کروا کر مندرجہ ذیل پتہ پر ای میل کریں اور فون پر مطلع کریں۔

weeklyahlehadith@yahoo.com

مینجیو ہفت روزہ ”اہل حدیث“ 106 راوی روڈ

لاہور 042-37720257, 0300-4478611

پیغام ٹی وی کی نشریات۔۔۔ ضلع ضلع۔۔۔ شہر شہر

پیغام ٹی وی کی نشریات کو پنجاب بھر میں یقینی بنانے، ضلعی و شہری اور تحصیل سطح پر نمائندگان مقرر کرنے، ان کی نگرانی اور سروے کے لیے پیغام چینل کے چیئرمین ڈاکٹر حافظ عبدالکریم حفظہ اللہ تعالیٰ (ایم۔ این۔ اے) نے وقار احمد اعوان کو صوبہ پنجاب کا ڈسٹری بیوٹر مقرر کیا۔ تعیناتی کے بعد انہوں نے اس سلسلے میں قصور، اوکاڑہ، لاہور، شیخوپورہ اور ساہیوال کا دورہ کیا جس کی مختصر رپورٹ درج ذیل ہے۔

قصور:

5 مئی 2014ء بروز پیر جامعہ انوار القرآن والحدیث بدرکالونی پتوکی میں پیغام ٹی وی کے حوالے سے ایک اہم اجلاس ہوا۔ حافظ حسن محمود کیرپوری ناظم ضلع قصور، مولانا بارک اللہ مصمص، حکیم رضاء اللہ طالب، عبدالباری ذوق، لیاقت علی راشد، قاری عبدالباقی، مولانا محمد عمران سلیم، قاری عبدالخالق عثمان، محمد عاصم نوید، میاں ثناء اللہ ودیگر ذمہ داران نے شرکت کی۔ حافظ حسن محمود کیرپوری نے اجلاس کی غرض و غایت کے حوالے سے گفتگو کی جبکہ وقار احمد اعوان نے شرکاء اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پیغام ٹی وی قرآن و سنت کی اشاعت کا جدید ذریعہ ہے جس طرح قرآن و حدیث کی اشاعت اور اس کا پھیلانا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اسی طرح پیغام ٹی وی کی نشریات کو عام الناس تک پہنچانا ہر اہل حدیث پر فرض ہے۔ اجلاس میں باہمی مشاورت کے بعد حافظ حسن محمود کیرپوری کو ڈسٹرکٹ بیورو چیف جبکہ عبدالباری ذوق، حاجی ندیم عارف، عبدالواحد ندیم اور حبیب الرحمن ضیاء کو باآلترتبہ تحصیل پتوکی، چوئیاں، کھڈیاں کا نمائندہ پیغام ٹی وی مقرر کیا گیا۔

اوکاڑہ

پیغام ٹی وی کے سلسلے میں مرکزی جمعیت اہل حدیث اوکاڑہ شہر کے ذمہ داران کا اجلاس مولانا عبداللہ یوسف امیر شہرکی زیر صدارت منعقد ہوا۔ حافظ ابتسام الہی صدیقی کی تلاوت کے بعد مولانا فاروق لکھوی ناظم مرکزی شہر اوکاڑہ نے اجلاس کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے کہا کہ اجلاس کا مقصد پیغام ٹی وی کی نشریات کو باقاعدہ نظم کے تحت ضلعی، تحصیل اور یونین کونسل کی سطح تک آن ایئر کرنا ہے۔ اس چینل کو غیر مسلک اور غیر مذہب کے لوگ بھی دیکھتے ہیں اور اس کے نتائج دور رس ہیں۔ ہم ایک نمائندہ ضلعی سطح پر مقرر کرنا چاہتے ہیں جو علمائے کرام، نعت خواں اور خوش الحان تلاوت کرنے والے قاری صاحبان کو متعارف کروائے۔ کیمہ کے سامنے جھک محسوس کرنے والے علماء کرام کے لیے ہم نے نمیت سٹوڈیو کا اہتمام بھی کیا ہے۔ پیغام ٹی وی

کی تشہیر کے لیے بروشر، فلیکس گلوٹا، صدقہ جاریہ ہوگا۔ مولانا عبداللہ یوسف امیر شہر نے کہا کہ جدت کے اس دور میں ٹی وی چینل کے بغیر ترقی ناممکن ہے۔ حالات اور وقت کے مطابق قرآن و سنت کی تبلیغ و اشاعت کے لیے ویڈیوز، ٹی وی اور تصاویر سے مدد لی جاسکتی ہے۔ محمد طاہر شیخ نے پیغام ٹی وی کے حوالے سے کہا کہ یہ چینل غیر اہل حدیث لوگوں میں بھی مقبول ہے۔ کیونکہ قرآن و حدیث کی اپنی طاقت ہے۔ کبیل آپریٹر باقاعدہ اس ٹی وی کو چلاتے ہیں۔ اس چینل کو گھر گھر پہنچانے کے لیے ہم جتنی زیادہ کوشش کر سکتے ہیں کریں گے۔ قاری عبدالرشید، حاجی محمد اسماعیل، مولانا عبداللہ، محمد دین، طارق محمود، محمد اسلم، قاسم طاہر، عمران تبسم شریک اجلاس تھے۔ مہمان خصوصی وقار احمد اعوان نے اپنے خطاب میں پیغام ٹی وی کو اوکاڑہ شہر میں آن ایئر کروانے پر جماعتی عہدیداران و کارکنان کی کوششوں کو سراہا اور انہیں اپنے ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا۔

ساہیوال:

پیغام ٹی وی کے سلسلے میں مرکزی جمعیت اہلحدیث ضلع ساہیوال اور شہر کی جمعیت کا اہم اجلاس مرکزی مسجد جامع ثنائیہ سبز منڈی میں ہوا۔ صدارت مولانا احمد یار صدیقی نے کی۔ مرزا محمد سلیم ناظم شہر ساہیوال نے پیغام ٹی وی کی ساہیوال نشریات کے بارے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ شہر ساہیوال کے تمام علاقوں میں جماعتی کوششوں سے پیغام کی نشریات گھر گھر پہنچ رہی ہیں جس نیٹ ورک پر نہیں چل رہا وہاں اس کو چلانے کے لیے ہر پور کوشش کی جائے گی۔ وقار احمد اعوان ڈسٹری بیوٹر پنجاب نے کہا کہ پیغام چینل کو شہر کے ساتھ ساتھ گاؤں گاؤں اور قریہ قریہ پہنچانا ہے۔ اس موقع پر حاجی محمد شریف، قاری نذیر احمد، شیخ ہدایت اللہ، محمد ارشد بٹ، ایم ساجد، عبداللطیف، حکیم وقار احمد، حاجی محمد اکرم کی اور اسامہ صدیقی نے بھی تجاویز دیں۔ شیخ ہدایت اللہ، مولانا احمد یار صدیقی اور مرزا محمد سلیم کو ساہیوال کا ڈسٹری بیوٹر ایفیسر پیغام ٹی وی مقرر کیا گیا۔

لاہور:

مرکز اہل حدیث 106 راوی روڈ لاہور میں مرکزی جمعیت اہلحدیث ضلع لاہور، امتیاز احمد مجاہد ناظم لاہور سے میٹنگ کے بعد باہمی مشاورت سے پروفیسر محمد ابراہیم سلفی کو ڈسٹرکٹ بیورو چیف پیغام ٹی وی مقرر کیا گیا جبکہ عبید اللہ راشد، میاں عتیق کوروی ناؤن، حاجی عبدالقیوم بجوری ناؤن، شوکت ضیاء چوہدری، مولانا عبدالنثار زہد کو علامہ اقبال ناؤن، محمد اشرف گھلوی من آباد، حافظ اللہ دتہ طاہر، مولانا ابراہیم ظہیر کمایاں نشتر

ناؤن، مولانا مرتضیٰ یزدانی لاہور کیٹ، مولانا عبدالرحمن زاہد، رانا محمد شاہد عزیز، بھٹی ناؤن، میاں عبدالجبار، حافظ احتشام، شفیق شالہیر ناؤن، انعام الہی ظہیر گلبرگ ناؤن اور میاں محمد جمیل شاہد، مولانا محمد شریف کوواہ ناؤن میں نمائندہ پیغام ٹی وی تعینات کیا گیا۔

شیخوپورہ:

8 مئی 2014ء کو برہائش حافظ عطاء الرحمن عامر ناظم ضلع شیخوپورہ پیغام ٹی وی کی نشریات کو لوگوں تک پہنچانے کے لیے اجلاس ہوا۔ حافظ محمد عرفان محمدی نے تلاوت قرآن پاک کی سعادت حاصل کی۔ مہمان خصوصی وقار احمد اعوان نے اپنے خطاب میں پیغام ٹی وی کی نشریات کو ہر خاص و عام تک پہنچانے کے لیے ذمہ داران کو اس کی اہمیت سے آگاہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ پیغام ٹی وی کتاب و سنت کی اشاعت کا ذریعہ ہے جسے ہر مسلمان تک پہنچانا ہر مسلمان پر عمومی اور اہل حدیث پر فرض ہے۔ ناظم ضلع نے شرکاء اجلاس کو بتایا کہ الحمد للہ! ہمارے ضلع میں مجموعی طور پر زیادہ علاقوں میں پیغام ٹی وی کی نشریات آن ایئر ہیں۔ اجلاس میں منتفقہ طور پر مولانا محمد اشفاق کو تحصیل فیروزوالہ، ڈاکٹر عبدالقادر تحصیل مریدکے اور مولانا محمد عثمان غنی یزدانی کو تحصیل فیصل آباد کا نمائندہ پیغام چینل مقرر کیا گیا۔ سید محمد عبداللہ شاہ، حافظ محمد طلحہ، سید اکرام اللہ شاہ اور محمد عباس ظہیر نے بھی اجلاس میں شرکت کی۔

رپورٹ:۔ ہارون مغل

جناب میاں امجد محمود کو صدمہ!

والد محترم انتقال کر گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون

ہفتہ رفتہ میں زکوٰۃ و عشر نوسل گوجرانوالہ کے چیئرمین میاں امجد محمود صاحب کے والد محترم انتقال کر گئے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم انتہائی نیک سیرت اور صوم و صلوة کے پابند انسان تھے۔ آپ کے جنازہ میں سیاسی، سماجی، مذہبی رہنماؤں، تاجر حضرات، افسران اور احباب جماعت کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ نماز جنازہ کی امامت کا فریضہ علامہ زبیر احمد ظہیر نائب امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان نے انجام دیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی بشری لغزشوں سے درگزر فرمائے اور اپنی رحمت سے انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ ادارہ جہاں مرحوم کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا گو ہے۔ وہاں میاں امجد محمود صاحب اور جملہ پسماندگان کے غم میں شریک ہے۔ (ادارہ) رابطہ: 0321-6443570

سعودی عرب روانگی

گزشتہ دنوں حضرت مولانا احمد یار صدیقی صاحب ناظم شہر ساہیوال عمرہ کی سعادت کیلئے، سعودی عرب روانہ ہو گئے۔ ان کی عدم موجودگی میں قاری نذیر احمد صاحب ان کی ذمہ داریاں انجام دیں گے۔

فری میڈیکل کیمپ

الحمدیٹ پوتھ فورس ایبٹ آبادی کے زیر اہتمام 16 مارچ بروز اتوار صبح دس تا 2:00 بجے نواں شہر اورش کالونی ایبٹ آباد میں فری میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں چار میڈیکل سپیشلسٹ ڈاکٹرز نے مریضوں کا معائنہ کیا اور شوگر کے فری ٹیسٹ کیے گئے۔ جنرل سیکرٹری A.Y.F ایبٹ آبادی سردار محمد طاہر اور سیکرٹری مالیات حافظ محمد مظہر خان، مشتاق سلفی، عمران خالد، ترجمان انیس خلیل اور الاحسان دلیفیز کے کارکنان سردار مشتاق، سردار ارشد، سردار فیصل، سردار بشیر، شوکت دیگر ساتھیوں نے معاونت کی۔ اس موقع پر 300 سے زائد مریضوں کا معائنہ اور ان کو ادویات مفت فراہم کی گئیں اور اہل علاقہ نے اس رفائی کام کو سراہا اور آئندہ ہر قسم کی معاونت کا وعدہ بھی کیا۔

منجانب:۔ انیس خلیل

خوش آمدید

پچھلے دنوں حافظ محمد سلمان اعظم فاضل مدینہ یونیورسٹی سینٹر ڈپٹی سیکرٹری جنرل الحمدیٹ پوتھ فورس پاکستان سعودی عرب سے تشریف لائے۔ جناب قاری محمد عرفان، سجاد احمد انصاری، فیضان اعظم مغل و دیگر احباب نے ایئر پورٹ پر ان کا استقبال کیا۔

منجانب:۔ الحمدیٹ پوتھ فورس تحصیل ڈسکہ

اہل حدیث پوتھ فورس ایبٹ آبادی کے انتخاب

25 مارچ بروز بدھ بعد نماز مغرب جامع مسجد عائشہ صدیقہ اہل حدیث مین بازار میں اہل حدیث پوتھ فورس ایبٹ آبادی کا انتخابی اجلاس ضلعی صدر حافظ دیشان کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس موقع پر اتفاق رائے سے صدر پوہدی محمد عاصم اور جنرل سیکرٹری سردار محمد طاہر، سیکرٹری مالیات مظہر خان معاون، مشتاق سلفی اور سردار محمد آصف کو منتخب کیا گیا۔ اس موقع پر صدر A.S.F صوبہ KPK عبید الرحمن مدنی سیکرٹری اطلاعات ضلع ایبٹ آباد عابد سلفی موجود تھے۔

منجانب:۔ انیس خلیل

دعوت حق کانفرنس

11 اپریل بروز جمعہ بعد نماز عشاء جامع مسجد رحمن اہل حدیث ٹھٹھہ لاکی تحصیل ڈسکہ میں دعوت حق کانفرنس ہوئی۔ جس میں جناب حافظ سلمان اعظم فاضل مدینہ یونیورسٹی، مولانا اعجاز احمد سانی اور حضرت مولانا محمد یوسف پوروی نے خطابات کئے۔ صدارت قاری محمد عرفان صدر اہل حدیث پوتھ فورس تحصیل ڈسکہ نے کی۔

منجانب:۔ حافظ محمد آصف محمدی جنرل سیکرٹری A.Y.F تحصیل ڈسکہ

ضرورت رشتہ

بچی عمر 25 سال تعلیم درس نظامی ارائیں برادری زمیندار گھرانہ پابند صوم و صلوة کے لئے لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ والدین رابطہ کریں۔

حافظ محمد شفیق 0301-6926817

اخبار الجماعۃ

تحصیل رحیم یار خان کی تبلیغی ڈائری

الحمد للہ! مرکزی جمعیت الحمدیٹ تحصیل رحیم یار خان تربیتی، تعلیمی، تبلیغی، خدمت خلق اور ہر محاذ پر پیش پیش ہے۔ ماہ اپریل 2014ء کی تبلیغی ڈائری پیش خدمت ہے۔ یکم اپریل بروز منگل مولانا عبدالمنان راسخ (فیصل آباد) نے مرکز منہاج الاسلام اہل حدیث سٹی رحیم یار خان میں درس حدیث دیا۔

2 اپریل بعد نماز مغرب جامع مسجد توحید بستی نوریوالی میں درس قرآن قاری ثناء اللہ قصوری نے دیا۔

2 اپریل بعد نماز عشاء جامع مسجد فاطمہ الحمدیٹ اسلامیہ کالونی میں قاری ثناء اللہ قصوری نے درس قرآن دیا۔

13 اپریل بعد نماز مغرب مرزا افتخار بیگ امیر تحصیل رحیم یار خان نے مسجد محمدی بازاروالی میں درس حدیث دیا۔

15 اپریل بعد نماز مغرب مسجد محمدی (نزد پاکٹ سکول) میں اور بعد نماز عشاء مسجد اکوثر الحمدیٹ میں قاری ثناء اللہ شاہد قصوری ناظم تحصیل رحیم یار خان نے درس قرآن حدیث دیا۔

19 اپریل بعد نماز مغرب مسجد طیبہ اہل حدیث مڑ درباری ٹیکری ایریا میں مرزا افتخار بیگ صاحب نے درس حدیث دیا۔

18 اپریل کا خطبہ جمعہ فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا حافظ ثناء اللہ زاہدی صاحب سرپرست اعلیٰ ضلع رحیم یار خان نے مرکز الحمدیٹ مبارک مسجد میں ارشاد فرمایا۔

25 اپریل کا خطبہ جمعہ حضرت حافظ ثناء اللہ زاہدی صاحب نے جامع مسجد ابوبکر الحمدیٹ ترنڈا سوائے خان میں ارشاد فرمایا۔

25 اپریل کا خطبہ جمعہ حضرت مولانا قاری نعیم الرحمان شیخ پوری صاحب نے جامعہ الفاروق الاسلامیہ اہل حدیث سٹی رحیم یار خان میں ارشاد فرمایا۔

25 اپریل بعد نماز مغرب مرکز اہل حدیث (مبارک مسجد) مسلم بازار سٹی رحیم یار خان میں درس قرآن ارشاد فرمایا۔

26 اپریل بعد نماز مغرب جامع مسجد محمدی اہل حدیث اڈا گلبرگ میں قاری ثناء اللہ شاہد قصوری نے درس قرآن ارشاد فرمایا۔

منجانب:۔ شعبہ تبلیغ مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل رحیم یار خان

0300-9679796, 0345-8404089

درس فضائل عمرہ

گزشتہ دنوں جامع مسجد محمدی الحمدیٹ رام رائیں خورد میں قاری محمد عارف توحیدی کی والدہ محترمہ اور بھائی جان کرمل عبدالکریم کے عمرہ کی روانگی سے ایک روز قبل انہوں نے فضائل عمرہ کے موضوع پر درس کا اہتمام کیا۔ جناب قاری محمد عرفان نے عمرہ کے فضائل و مناقب اور مولانا اعجاز احمد سانی نے سیرۃ النبی کے حوالے سے خطاب کیا۔

منجانب:۔ مرکزی جمعیت و الحمدیٹ پوتھ فورس رام رائیں خورد تحصیل ڈسکہ

مولانا احتشام الحق بھوپالوی کے ساتھ سانحہ

جماعتی حلقوں میں یہ خبر انتہائی دکھ کے ساتھ سنی جائے گی کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع گوجرانوالہ کے سینئر نائب ناظم مولانا احتشام الحق بھوپالوی فیصل آباد میں جمعہ پڑھا کر واپس آ رہے تھے کہ بس میں کسی نے ان کو نشانہ آور کھجوریں کھلا کر دس ہزار نقدی اور موبائل سے محروم کر دیا۔ گوجرانوالہ پینچپنچ پر مولانا تنویر احمد فاروقی اور مولانا احسان الحق شہباز انہیں مقامی کلینک پر لے گئے اور ابتدائی طبی امداد کے بعد ان کی رہائش گاہ پر منتقل کر دیا گیا۔ گوجرانوالہ اور قریبی یونٹوں کے ذمہ داران اور علماء کرام نے ان کے ساتھ ہونے والے اس سانحہ پر دلی دکھ کا اظہار کرتے ہوئے ان کے مال جان میں برکت کی دعا کی۔

رپورٹ:۔ چودھری نذیر احمد اسد سندھو بدولہی

سیرت مرشد اعظم کانفرنس

18-19 اپریل بروز جمعہ ہفتہ بعد نماز عشاء جامع مسجد ابوبکر الحمدیٹ کوٹلی لوہاراں مشرقی سیالکوٹ میں دو روزہ سیرت مرشد اعظم ﷺ کانفرنس مولانا ناہارون قصوری کی زیر نگرانی منعقدی گئی۔

خطبہ جمعۃ المبارک حضرت مولانا حافظ اسد اکبر (آف چوئیاں) نے ارشاد فرمایا۔ بعد نماز عشاء حضرت مولانا سرفراز حیدر (آف بورے والا)، حضرت مولانا قاری زاہد محمود مظفر آبادی، حضرت مولانا اسماعیل عتیق (آف دھاڑی)، حضرت مولانا محمد صفدر ایڈووکیٹ (آف فیصل آباد)، مولانا ابوبکر سلطان قاری خورشید عالم، حضرت مولانا عبدالغفور طاہر، حضرت مولانا حافظ یوسف پوروی نے سیرت النبی پر جامع اور پرتاثر خطابات فرمائے۔ کانفرنس حاضری و خطابات کے اعتبار سے کامیاب رہی۔

منجانب:۔ ڈاکٹر عبدالسیح ناظم نشر و اشاعت تحصیل سیالکوٹ

دعوت اہل حدیث کانفرنس

مرکزی جمعیت اہل حدیث کے شعبہ تبلیغ ضلع نیاری کے زیر اہتمام 27 اپریل کو گٹھ شہداد جمالی میں دعوت اہل حدیث کانفرنس منعقد ہوئی۔ حافظ وائل جمالی نے تلاوت کلام پاک کی۔ مفتی خالد اکرم المدنی، مولانا عزیز احمد کا، مولانا انور شاہد راشدی، حافظ زبیر احمد کا، مولانا قاری ابراہیم خلیل اور امیر عبداللہ فاروق اور مولانا نعیم الرحمن شیخ پوری نے ایمان افروز خطابات کئے۔ شیخ سیکرٹری کے فرائض مولانا وسیم محمدی نے انجام دیئے اور حاضرین کے لئے حافظ جشید جمالی نائب امیر ضلع نیاری نے ضیافت کا اہتمام کیا۔

المرسل:۔ حافظ صلاح الدین کا کا

درخواست دعائے رحمت

جناب قاری خالد محمود دھنگوی عارضہ قلب میں مبتلا ہیں۔ تمام احباب ان کی صحت کاملہ و عافیت کے لئے خصوصی دعا فرمائیں۔ دعا گو:۔ قاری محمد اشرف فاروقی حافظ والا، ملتان

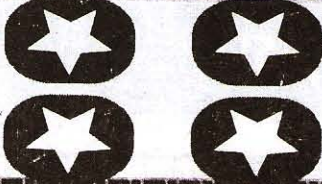
وفات پاگئیں۔ مرحومہ نیک، صالحہ اور شب زندہ دار خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین!

شریک غم:- حافظ محمد سلمان جمیل

● جماعت کے پرانے ساتھی اور سرگرم کارکن عبداللہ لطیف ناظم خاتم النبیین اکیڑ بی سنیانہ بنگلہ کی والدہ ماجدہ گذشتہ روز رضائے الہی سے وفات پاگئیں (اناللہ وانا الیہ راجعون) ان کی نماز جنازہ ان کے آبائی گاؤں 36 گ ب میں ادا کی گئی نماز جنازہ میں ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ مرحومہ انتہائی نیک، تہجد گزار شب زندہ دار تھیں مرحومہ کی ساری زندگی بچوں کو قرآن پاک کی تعلیم دیتے ہوئے گزری اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ (آمین)

● مولانا نادر خاں چھد کی والدہ گزشتہ دنوں بیگم کوٹ لاہور میں وفات پاگئیں۔ ان کے آبائی گاؤں چھوہرا نوالہ ضلع منڈی بہاؤ الدین میں تدفین عمل میں آئی۔ نماز جنازہ مولانا نادر خاں نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں علاقہ کی مذہبی اور سیاسی شخصیات نے شرکت کی۔

رابطہ:- (مولانا) نادر خاں 0345-5766433



عظیم خوشخبری (گارٹی شدہ علاج)

تریاق معدہ

معدہ کی جلن، تیزابیت، دائمی قبض کے لیے بے مثال سفوف

تریاق مشانہ کپسول

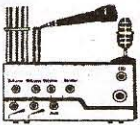
مشانہ کی کمزوری سے کثرت بول اور اعصاب کو بے حد طاقت دیتے ہیں

نجات بوا سیر کپسول

بغیر آپریشن بوا سیر سے نجات

حکیم فاروق اقبال طبیب کمپ جیل لاہور، نیو کول شالا مارٹاؤن لاہور 0321-4388612

Al-Fatah
Loud Speaker Amplifier



پروہائز محمد عثمان

الفتح ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر

نیو ایمپلی فائر کی بہترین درستی دستیاب ہے

ہمارے ہاں نئے و پرانے ایمپلی فائر، یونٹ، مائیک، ہارن، طوطی ہارن، سٹینڈ، U.P.S، کالم سپیکر بازار سے رعایت خریدیں نیز مرمت کوالیفائیڈ مکیٹک کے پاس تشریف لائیں۔

Mob:0321-7432246
Mob:0334-7967107
Ph:055-4230167

نیا سیکس چوک نزد دہلی کالج گوجرانوالہ

مشہرین حضرات کی خدمت میں!

بہت سے احباب جماعت اپنے اشتہارات بذریعہ ڈاک یا ای میل ارسال کر دیتے ہیں اور ان کا زراشتاعت بھیجے میں تساہل سے کام لیتے ہیں۔ اس طرح ہمیں پرچے کے اشاعتی امور میں دقت پیش آتی ہے۔ دریں حالات مشہرین حضرات سے گزارش ہے کہ وہ اشتہارات کے ساتھ ہی ان کا زراشتاعت بھی بھیج دیا کریں بصورت دیگر تعمیل ارشاد نہ ہو سکے گی۔ (ادارہ)

انتقال پر ملا

مولانا عبدالغنی محمدی کو صدمہ

مولانا مکی حافظ آبادی کے بھانجے اور ابو ظفہ مولانا عبدالغنی محمدی کے ماموں شیخ محمد یونس حافظ آبادی مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئے۔ ان کی نماز جنازہ مولانا محمد حسین مدنی فاضل مدینہ یونیورسٹی نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں کثیر تعداد میں علماء کرام اور تنظیمی ذمہ داران شریک ہوئے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ مولانا عبدالغنی محمدی نے اس موقع پر جنازہ میں شرکت کرنے اور تعزیت کرنے والے احباب گرامی کا شکریہ ادا کیا ہے۔

شریک غم: چودھری نذیر احمد اسد سندھو بدو ملی

● 19 اپریل کو مولانا محمد داؤد صاحب اور مولانا عبدالجبار ریحان صاحب (گوجرہ) کی والدہ محترمہ قضائے الہی سے وفات پاگئیں۔ بعد نماز مغرب ان کی نماز جنازہ حافظ عبدالغفار نائب ناظم پنجاب نے پڑھائی۔ جنازہ میں تحصیل ڈسک کے علماء کرام اور احباب جماعت کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔

منجانب:- اہل حدیث یوتھ فورس گوجرہ تحصیل ڈسک

جوہر نایاب

جدید طبی ریسرچ مایوس ہونا گناہ ہے۔

بے اولاد حضرات کے لئے قومی شفا خانہ نے 30 سالہ طبی ریسرچ کے بعد ایک ٹانک ”جوہر نایاب“ تیار کیا ہے۔ اسے استعمال کر کے اپنی تازہ رپورٹ کے ساتھ ملیں۔ ان شاء اللہ رپورٹ اچھی ہوگی۔

قومی شفا خانہ نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ

0345-6213064

ادارہ تبلیغ القرآن والسنة

الحمد للہ! گزشتہ دو دہائیوں سے دین و مسلک کی خدمت میں مصروف ادارہ تبلیغ القرآن والسنة کی جانب سے مختلف موضوعات پر لاتعداد کتب، اسٹکرنز، پمفلٹ مفت تقسیم کیے جا چکے ہیں۔ اللہ کے فضل و کرم سے دینی کتب، اسٹکرنز، پمفلٹ کی مفت تقسیم کا سلسلہ جاری ہے۔ ہماری کوشش ہے کہ ادارہ کے تحت تقسیم کیے گئے لٹریچر سے زیادہ سے زیادہ احباب مستفید ہوں۔ اسی سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے ابھی چند کتب و پمفلٹ زیر تقسیم ہیں:

(1) اولاد کی تعلیم و تربیت قرآن و سنت کی روشنی میں (صفحات 160)

(2) مسائل جنازہ (پمفلٹ) (3) مسنون طہارت و وضو اور غسل جنابت کرنا سیکھو۔ (4) دن اور رات کے 46 مسنون اذکار

خواہشمند حضرات 30 روپے کے ڈاک خرچ بھیج کر مفت حاصل کریں۔ دینی لٹریچر کی بڑھتی ہوئی مانگ مخیر حضرات کے تعاون کی منتظر

ہے۔ تعاون کے خواہشمند رابطہ کریں۔ 0302-2001716

نوٹ: احباب سے گزارش ہے کہ اپنا ایڈریس صاف اور واضح لکھا کریں۔ شکریہ!

منتظم: **ڈاکٹر عبدالسمیع** ادارہ تبلیغ القرآن والسنة کوٹلی لوہاراں مغربی سیالکوٹ

عرصہ 44 سال سے مسجدوں کی خدمت میں پیش پیش

گولڈن

ایمپلی فائر لاؤ وڈ پیسٹر (درتیز)

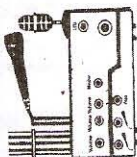
ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔
ہارٹینڈ اور مختلف پیسٹر پائرس اور مرمت کا کام تلی بخش کیا جاتا ہے۔

ایمپورٹڈ
جی دستیاب ہیں۔
U.P.S

چوک نیائیں نزدیکی کا لچ گوجرانوالہ

0300-6430739
055-4213430

الکرہ لاؤ وڈ پیسٹر ایمپلی فائر



نئے لاؤ وڈ پیسٹر کی مکمل
ورائی دستیاب ہے۔

نام ہی کافی ہے

ایمپلی فائر جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ (نئی وراثی)

فضل مارکیٹ دوکان نمبر 2 چوک نیائیں گوجرانوالہ

فون نمبر: 055-4212804, 4226706-0300-6430029

مساجد اور مدرسوں کیلئے خصوصی رعایت
پردہ ایئر ایم اکرام مغل (دہریہ)

ایئر سٹار

ایمپلی فائر لاؤ وڈ پیسٹر
ایئر سٹار سسٹم

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔
ہارٹینڈ اور مختلف پیسٹر پائرس اور مرمت کا کام تلی بخش کیا جاتا ہے۔
0333-8294645
055-4237974
0312-7343693

حافظ آباد و چوک نیائیں نزدیکی مارکیٹ گوجرانوالہ

احباب جماعت توجہ فرمائیں!

مرکز الحرمین الاسلامی فرخ ٹاؤن ملتان کی انتظامیہ جو کہ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے حکم اور اختیارات سے بنائی گئی ہے جو مورخہ 03-01-2013 سے درج ذیل احباب پر مشتمل ہے:

(1) صدر انتظامیہ..... چوہدری عبدالرشید گجر صاحب

(2) نائب صدر:..... ملک محمد واصف شریف صاحب

(3) ناظم:-..... محمد افضل صاحب

(4) نائب ناظم:-..... حاجی محمد سلیم صاحب

(5) ناظم مالیات:-..... ذوالفقار صاحب

(6) نائب ناظم:-..... محمد علی صاحب

(7) ناظم نشر و اشاعت:- چوہدری محمد بشیر صاحب

نوٹ

مولانا عبدالرحیم گجر صاحب جو کہ اس سے قبل مذکورہ باڈی کا حصہ تھے لیکن جماعتی نظم کی خلاف ورزی اور جماعت اسلامی میں شمولیت کی وجہ سے ان کو مذکورہ باڈی سے بحکم ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم حفظہ اللہ خارج کر دیا گیا ہے، اب اس ادارے سے ان کا کسی قسم کا تعلق نہیں رہا۔ لہذا جماعتی احباب ان کے ساتھ اس ادارے کے نام پر کسی قسم کا تعاون نہ کریں۔

منجانب:- انتظامیہ مرکز الحرمین الاسلامی فرخ ٹاؤن، ملتان

0301-7454653, 0300-6380360, 0300-7187965, 0345-7236455

شیخ حنیف مولانا
قاری محمد عتیقی
نور اللہ

شیخ الہیث
عظیم
علاء محمد
علاء محمد

شیخ الہیث
ابو البرکات
متوفی 1991

شیخ الہیث
حافظ محمد گزنی
متوفی 1985

جامعہ اسلامیہ
گلشن آباد - حافظ آباد روڈ
گوجرانوالہ

تقریب تکمیل صحیح بخاری شریف

تاریخ 23 مئی 2014 بروز جمعہ المبارک ان شاء اللہ بعد نماز عصر

الحاج محمد زبیر صاحب
خطیب جمعہ

عثمان بن ابراہیم
خطیب جمعہ

حافظ محمد عباس صاحب
خطیب جمعہ

حافظ عبدالسلام صاحب
خطیب جمعہ

حافظ مسعود طہر صاحب
خطیب جمعہ

پروفیسر محمد سعید کلیری صاحب
آخری حدیث پر درس

حافظ محمد عباس صاحب
خطیب جمعہ

حافظ محمد عباس صاحب
خطیب جمعہ

حافظ عبدالسلام صاحب
خطیب جمعہ

حافظ عبدالسلام صاحب
خطیب جمعہ

حافظ عبدالسلام صاحب
خطیب جمعہ

حافظ عبدالسلام صاحب
خطیب جمعہ

حافظ عبدالسلام صاحب
خطیب جمعہ

حافظ عبدالسلام صاحب
خطیب جمعہ

حافظ عبدالسلام صاحب
خطیب جمعہ

مجلس انجمن خدام اہل حدیث طلباء بخاری سے کلاس محلہ گلشن آباد گوجرانوالہ
055-4239698

کلام عاجز

کسی کا نامہ اعمال داغدار نہ ہو
 اگر ہو سامنے موت اور قبر کا منظر
 کوئی بھی حشر کے میدان میں شرمسار نہ ہو
 کہیں فساد نہ ہو، کوئی انتشار نہ ہو
 الم ہو، درد ہو، غم ہو، تو بے قرار نہ ہو
 کسی بھی حال میں اے دوست بے قرار نہ ہو
 کوئی زمانے میں ایسا بھی دیندار نہ ہو
 اگر خدا کے کرم کا اُمیدوار نہ ہو
 کسی کو دہر میں اس درجہ اختیار نہ ہو
 اگر کسی کا کوئی فعل خوشگوار نہ ہو
 بشر، بشر تو ہو لیکن گناہگار نہ ہو
 کوئی بشر بھی کبھی موت کا شکار نہ ہو
 کسی کے دل میں کسی کیلئے غبار نہ ہو
 کسی کا نامہ اعمال داغدار نہ ہو
 اگر ہو سامنے موت اور قبر کا منظر
 کوئی بھی حشر کے میدان میں شرمسار نہ ہو
 کہیں فساد نہ ہو، کوئی انتشار نہ ہو
 الم ہو، درد ہو، غم ہو، تو بے قرار نہ ہو
 کسی بھی حال میں اے دوست بے قرار نہ ہو
 کوئی زمانے میں ایسا بھی دیندار نہ ہو
 اگر خدا کے کرم کا اُمیدوار نہ ہو
 کسی کو دہر میں اس درجہ اختیار نہ ہو
 اگر کسی کا کوئی فعل خوشگوار نہ ہو
 بشر، بشر تو ہو لیکن گناہگار نہ ہو
 کوئی بشر بھی کبھی موت کا شکار نہ ہو
 کسی کے دل میں کسی کیلئے غبار نہ ہو

ہمیشہ کام وہ دنیا میں کیجئے عاجز

کسی بھی اہل نظر کو جو ناگوار نہ ہو!

مولانا عبدالرحمن عاجز

Weekly **AHL- E - HADITH**

CPL No
116

106, Ravi Road Lahore (54000)

Email: Weeklyahlehadith@yahoo.com

WEBSITE :www.ahlehadith.org

Head Office:

042-37729933

Fax:

042-37725525

Weekly Ahl-e- Hadith

042-37720257

Paigham Tv:042-37722876



BMA
Since 1952

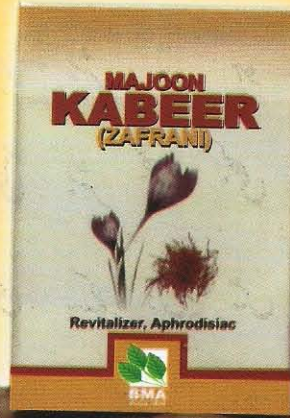
A product of **BMA** Pharma

MAJOON KABEER (ZAFRANI)

معجون کبیر
(زعفرانی)

لیجئے
جسم میں تازگی و توانائی
کی اک نئی لہر

زائل شدہ قوت بحال کر کے جسم کو توانا کرتی ہے
اعصابی کمزوری، طبیعت کا بوجھل پن اور تھکاوٹ دور کرتی ہے
مقوی اعصاب و اعضائے رئیسہ ہے
جسم میں چستی اور طاقت پیدا کرتی ہے
زعفران اور دیگر خالص قیمتی نباتاتی اجزاء سے تیار کی جاتی ہے
مضر مابعد اثر سے پاک ہے



نئی امنگ، نئی ترنگ زندگی میں بھرے نیارنگ

BMA Pharma (Herbal)

1.5 km. Faisalabad Road Okara.

Ph: (044) 2514023, 2514123, Fax: (044) 2523205



BMA
Since 1952

Revitalizer, Aphrodisiac